

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے۔

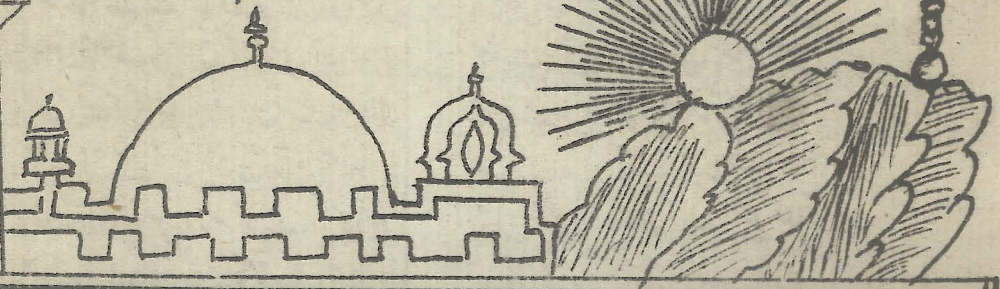
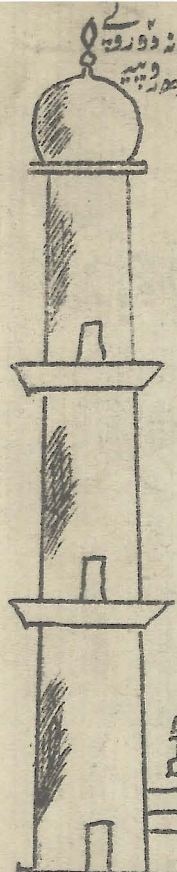
مجلس پرنسپل تصانیف و ادارہ عالیہ محمدیہ کا ترجمان

قیمت سالانہ دو روپے
طلبہ سے ڈیڑھ روپے

شمس الاسلام

مدینہ
مطہ و احمدی

محمد بن
محمد بن قاسم



جلد ۱۲ بحیرہ پنجاب - بابت حزب المرجب ۱۳۴۶ھ مطابق اگست ۱۹۲۱ء نمبر

امام کا اسلام

[نقیہ فکر سرور اللہ نوا اذخاں صاحب دہلوی نے لے آئے ڈیڑھ غازی خاں]

| | |
|---|---|
| <p>کہا میں نے کسی شیعہ علی سے نواز وہ تیرا پیر، وہ خود دار و خود فردش وہی وہی وہ کنگرہ عرش کا سرانج منیر وہ مرد، مرد و مصاف اور فرد شیر نبرد وہ جس کے در کے گداؤں میں مہربان فروز وہ جس کا گھر ہے ازل سے ہی کبھت تہید قلعہ شخی و خیر نشانی کام اس کا ہو نالہ فطرت زن کے لئے طلال تو ہو ہے جرم باز کو نصرت و خندہ سے سرکا ہے بزدلی کی نمائش تری مسئلہ فانی</p> | <p>تری نظریں نہیں حضرت علیؑ کا مقم وہ جس کے سامنے سر خم تھے ایرج و بہرام وہ جس کے نور سے روشن شہود کے دیوان وہ پیر، پیر فلک پانیا گاہ و عرش مقام وہ جس کے حلقہ بگوشوں میں زہرہ و بہرام وہ جس کا در ہے اند تک ہی قید گاہ انام مگر ہے شیون بے سود روز و شب تیرا کام مگر ہے مرد مجاہد کے واسطے یہ حرام شکت و نالہ تو ہیں کار و بار یکک و حمام غیور تھا و لے تیرے امام کا اسلام</p> |
|---|---|

قطعة تاریخ وصال

زبدۃ العارفين قدوة السالكين قبلہ عالم حضرت مولانا احمد خاں صاحب نقشبندی مجددی

مرحمة اللہ علیہ

(از ممتاز الاطباء و تاج الشعراء پروفیسر حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج صدر ادارہ عالیہ مجتہد دیہ لاہور)

کوئی آتا نہیں دنیا میں نظر جن کا ہل
کہ نہیں سکتا میں کیفیت اندازِ قل
صفت برق انہیں آگیا پیغام اجل
جس نے پیغام اجل پر کہا خوش ہو کے اجل
علیہ زبد و زرع پیکر صد حسن عمل
استماعِ شریع مصطفوی ان کے حل
آپ کی قبر کو اب کیوں نہ کہیں برجِ حل
آستانِ بوس رہی شوکتِ اربابِ دول
شاہِ ذکر الہی سے گرم ان کی غسل
آنے پایا نہیں اوقاتِ گرامی میں خل
اور نہ اخلاقِ حمیدہ تھے کوثرِ بدخل
نہ بنے آپ کبھی بندہ اسبابِ دغل
جیسے محسوس ہو کچھ چاشنیِ بشیرِ غسل
اک طرف جوئے لبین ایک طرف نہرِ حل
بن گیا مرکزِ توحید ہی اک نقشِ قبل
ان کے مسلک پہ نہ غماز ہواں چشمِ حول
متفق آپ کی بیعت پہ ہوئے سارے حول
جس کے ہو پیشِ نظر شامِ ابد صبحِ ازل

حضرت احمد خاں آہ! ابوسعید جہاں
حسرتا دے گئے اب وہ بھی یہیں دُغِ فراق
برقِ خاطف کی طرح کوند گئی آہِ غیر
اب کیسے کون بیاں رفعتِ شان والا
فرد و یکتا تے نیاں حضرت علامِ اجل
صدق و اخلاص و کرمِ فطرت والا کا وجود
نیرِ رشد و ہدایت جو غروب آج ہوا
غربا اور مساکین سے محبت تھی انہیں
فکرِ عننا کے تصور سے دماغ ان کا منیر
ایسا آدابِ طریقت میں رہا ضبط و نظام
شہرت و غر و تعلی سے رہا ان کو نفور
صبر و تسلیم و رضا اور حق توکل پہ مدار
آپ کے حسنِ تکلم میں تلاوت تھی عجیب
ایسے تھے ظاہر و باطن کے فیوض و برکات
ماسوی اللہ سے کیا قطعِ تعلق ایسا
جذبہ عشقِ رسالت میں تھا رنگِ توحید
جانشین آپ کے اب حضرت عبد اللہ ہیں
جاننا کھیل ہے وہ زندگی و موت کا راز

بہر تاریخ وصال اب کو مغفور اے تاج
سیرِ فردوس کی کرتے ہیں بصدِ شان و کُل

اسلام اور اشتراکیت

چودھری افضل حق صاحب کی بحث پر مختصراً تبصرہ

(جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی "بیر الفرقان" پریلی)

"اسلام اور اشتراکیت" کے موضوع پر جو اہم بحث زعیم اجازت چودھری افضل حق صاحب اور قاضی صاحب کے مابین قریباً دو مہینے سے "نہزم" میں جاری ہے۔ میں بھی اس کو بغور دیکھنے والوں میں ہوں اور ابتداءً میرا ارادہ بھی اس میں کچھ حصہ لینے کا تھا۔ لیکن اب بحث و فکر کے حدود ان دونوں حضرات نے اتنے وسیع کر دیے ہیں کہ اخباری کالم اب میرے خیال میں اس کے لیے مناسب نہیں رہے۔ اس لئے اخباری مضمون لکھنے کا ارادہ چھوڑ کر اس مسئلہ کے متعلق اپنے ناقص خیالات مستقل کتابی شکل میں پیش کرنے کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات اپنا کام ختم فرمالیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد جلد ہی میں اپنے خیالات ان دونوں حضرات اور عام مسلمانوں کے سامنے کتابی شکل میں مرتب کر کے پیش کر سکوں گا۔ اس وقت جو سطرین سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔ ان کا منشاء تو چودھری صاحب اور قائدین "نہزم" کو چند خاص امور کی طرف توجہ دلانا ہے جن کو میں نے اسی وقت ضروری سمجھا۔

پہل گذارش (جس کی حیثیت کچھ شکایت و تنقید کی سی ہے) پیش کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ محترم چودھری صاحب سے میں بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ ان کے اخلاص، ان کی سنجیدہ فکری، ان کی میاندروی اور معاملہ فہمی سے میں صرف باخبر ہی نہیں ہوں، بلکہ انہیں خصوصیات کی وجہ سے میرے دل میں ان کا خاص احترام ہے جتنی کہ اسلامی ہند کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے کسی لیڈر کے لئے بھی میرے دل میں وہ جگہ نہیں ہے، جو چودھری صاحب کے لئے ہے۔ ممکن ہے کہ اس بارے میں میں غلط فہمی میں ہوں، مگر عورت حال ہی ہے۔ اور اس کے باوجود مجھے اپنی، ان کی اور عام قارئین "نہزم" کی جھلائی کے لئے وہ عرض کرنا ہے جو میں ان سطروں میں لکھ رہا ہوں اور اس امید کا حقدار ہوں کہ محترم چودھری صاحب ان معروضات کو اسی سپرٹ میں ملاحظہ فرمائیں گے جس سپرٹ میں یہ پیش کی جا رہی ہیں۔ (محمد منظور نعمانی)

چودھری صاحب نے مولانا قاضی کے جواب میں اپنی بحث کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"قلم کی کامیابی اس کی میاندروی میں ہے۔ فی زمانہ سیاسیات پر قلم اٹھانا تو اندھے کا ہتھکھٹانا ہے جس کے پڑ جائے، جہاں اور جیسا پڑ جائے۔ لیکن خوبی یہی ہے کہ وہاں بھی

احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے"

(نہزم، ۳۰ اپریل ۱۹۵۷ء ص ۱)

مگر افسوس ہے کہ چودھری صاحب جو یہی سی مباحث میں بھی میاندروی اور احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کے قائل ہیں۔ اسلام اور اشتراکیت کی اس نازک بحث میں "احتیاط" اور "میاندروی" کے حدود سے وہ صرف نکلے ہی نہیں

نہ تھا)۔ مگر چودھری صاحب کے خیال میں آیت کا یہ آخری حصہ قاسمی صاحب کے استدلال کے خلاف تھا۔ تو اب بجاٹے اس کے کہ چودھری صاحب یہ حصہ چھوڑ دینے کو قاسمی صاحب کی نادمہ چوڑا سمجھتے یا ان کے علم و ادان کی دیانت پر تھوڑا سا اعتماد کرتے (جن کا انہوں نے اسی سلسلہ مضمون میں کئی جگہ اعتراف بھی کیا ہے) یہ سمجھتے کہ مولانا قاسمی اگر باقی حصہ کے وہ معنی ہی نہیں سمجھتے، جو چودھری صاحب سمجھتے ہوئے ہیں، الغرض بجاٹے اس کے کہ ان میں سے کسی ایک احتمال کو اختیار کرتے (وہ متعین طور پر اس کو قاسمی کی خیانت اور دانستہ بددیانتی پر محمول فرماتے ہیں۔ پھر اس جگہ ان کے ظلم نے جو تیزیاں دکھائی ہیں۔ وہ اگر فریق مخالف کی حیثیت گرانے کے لئے ناروا قسم کا مجادلہ حربہ نہیں ہے تو ہم جیسے کوتاہ فہموں کے لئے یہ سمجھنا سخت مشکل ہے کہ ایسی سنگین بددیانتیوں کے باوجود چودھری صاحب جو قاسمی صاحب کے علم و دیانت کا کہیں کہیں اعتراف فرماتے جاتے ہیں تو اس سے ان کا منشاء اور مطلب کیا ہوتا ہے۔ محترم چودھری صاحب ذرا خود ہی اپنی اس عبارت کو دیکھیں:

”لو اور سن لو! وہ باتیں جو رندوں کی محفل میں بطور تفریح کی جاتی تھیں آج وہ باتیں علماء کی صحبتوں میں بھی جائز سمجھی جانے لگی ہیں کسی آوارہ مزاج کے متعلق روایت ہے کہ اس نے قرآن سے استہزاء کیا اور کہا ”قرآن میں حکم آیا ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ“ کسی شریف نے کہا کہ ”بھائی اس سے آگے پورا حکم پڑھو کہ جب تم نشہ کی حالت میں ہو“ اس سفہ مزاج نے جواب دیا، ”پہلے حصہ پر میں عمل کرتا ہوں، دوسرے حصہ پر تم کرو۔ یہ ضروری نہیں کہ سارے قرآن پر میں ہی عمل کروں“

بلکہ ان کے اشیب خامہ نے ان چیزوں کو اتنا پامال کیا ہے کہ ان سے بہت نیچے کے درجہ کے کسی سنجیدہ آدمی سے بھی اس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

مولانا قاسمی سے چودھری صاحب کی بے انصافی

مولانا بہاء الحق قاسمی نے اپنے سلسلہ کی پہلی ہی قسط میں آجکل کی مرتبہ معنی سرمایہ داری اور موجودہ غلط سرمایہ دارانہ نظام سے اپنی کامل بیزاری ظاہر فرمادی تھی اور اس کے بعد بھی ایک سے زیادہ مرتبہ انہوں نے اپنی اس بیزاری کا اعادہ فرمایا ہے۔ ناظرین ”دزم“ نے بھی مولانا کی وہ سطر یہ دیکھی ہوں گی اور کم از کم ان کا مجمل خلاصہ ضرور ان کے حافظہ میں ہوگا۔ نیز خود چودھری صاحب نے بھی اسی سلسلہ بحث میں کئی جگہ مولانا قاسمی کے اخلاص۔ ان کی دیانتداری اور صداقت کی کا اعتراف کیا ہے اور اپنا عندیہ یہ ظاہر فرمایا ہے کہ وہ جو اشتراکی نظام کو اسلام کے خلاف سمجھ رہے ہیں، تو یہ ان کی علمی قسم کی غلط فہمی ہے۔ جو موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے ماحول کی پیداوار ہے۔

لیکن اس سب کے باوجود چودھری صاحب نے غریب قاسمی کے خلاف جابجا دو روئے اختیار کیا ہے جو ایک بد بھن اور غرض پرست، سرمایہ داری کے ایجنٹ کے مقابلہ میں جائز ہو سکتا ہے۔ مثلاً مولانا قاسمی نے فطری اختلاف فی المعیشت اور تفاضل فی الرزق کے ثبوت میں سورہ نحل کے دسویں رکوع کی آیت ”واللہ فضل بعضکم علی بعضکم علی بعض فی المشرق“ پیش کی تھی اور اس کا باقی حصہ ”فما الذین فضلوا یؤادی منہم قہو علی ما ملکت ایمانہم قہو فیہ سواکم“ اور ”فبعملة اللہ یحییہ“ انہوں نے وہاں نقل نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک آیت کے اس باقی حصہ کا ان کے مدعا سے نفسیاً یا اثباتاً کوئی

اظہار کیا گیا ہے اور سزا کی دیکھی دی گئی ہے کیونکہ وہ حصہ ان کے استدلال کے خلاف ہے۔ آئی طح سورہ نحل میں واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الترتق "کا حوالہ دیا لیکن فما الذین فضلوا کو بالکل مبغض کر گئے۔ بظاہر یہ عالمانہ اخفا کی گئی ورنہ انکے مثالیں ہیں کہ عین ان آیات کے ٹکڑوں کو اپنے دلائل کے طور پر استعمال کیا جائے جو ان دلائل کے رد میں ہوں"

(زفرم ۲۷ مئی ص ۷۷ کا لم ۷۷)

اس وقت مجھے اس پر بحث کرنی نہیں ہے کہ سورہ نحل اور سورہ انعام کی جن آیات یا آیات کے اجزاء کو چودھری صاحب مولانا قاسمی کے مدعا کے خلاف دراپنہ عوے کے لئے تویہ اور مثبت سمجھ رہے ہیں تو اس سمجھنے میں وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ میں یہ بحث انشاء اللہ اپنے کتابی مقالہ میں پوری تفصیل سے عرض کروں گا۔ اور خدا نے توفیق دی، تو دکھلا دوں گا۔ چودھری صاحب جس بنیاد پر مولانا قاسمی کو ضیاء اور اخفاء حق کا مجرم بتلا رہے ہیں۔ اس کی حیثیت اولے درجہ کی غلط فہمیوں یا مغالطوں سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اس وقت تو میں خود چودھری صاحب اور قاسمین۔ زفرم کی توجہ صرف اس قسم طریقہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب مولانا قاسمی کو "اخفاء حق" بلکہ "اخفاء قرآن" کا مجرم بھی بتلا رہے ہیں اور ادبیت کے پورے دور کے ساتھ ان کی گوشمالی بھی فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی ان کے "تدین" اور تقدس کی گواہی بھی دیتے جا رہے ہیں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بولنجی ست

اس کے علاوہ آویں بھی چہ جگہ چودھری صاحب نے غریب "قاسمی" پر اسی قسم کی غیر سنجیدہ اور بے محل لے وے کی ہے۔ جو یقیناً "میانہ روی" اور سنجیدگی سے کوسوں دور ہے۔ اگر دوسرے وقت میں چودھری صاحب خود ہی اپنے ان مضامین پر اس

مولانا بہاء الحق قاسمی بڑے تدین ہیں ضرورتاً پڑے، تو میں گواہی دینے کو تیار ہوں۔ لیکن میں ان کے طرز عمل کو سمجھ نہیں سکا کہ انہوں نے سورہ نحل کی آیت کے حصہ اول "واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الترتق" کو لکھ دیا تاکہ اسلام میں امراد کا جواز ثابت ہو۔ لیکن اس حصہ کو کھانگئے جو بحث کی جان تھی اور خدا کا فیصلہ تھا؟

(زفرم ۲۷ مئی ص ۷۷ کا لم ۷۷)

اللہ اکبر! چودھری صاحب اس شخص کے تدین ہونے کی گواہی دینے کو بھی تیار ہیں جو ان کے نزدیک اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے لا قہراً بدو الصلوٰۃ والے روایتی مسخرے کی طرح قرآنی آیت کے ایک حصے کو کھا جاتا ہے۔ اب ہم چودھری صاحب کے سوا کس سے پوچھیں کہ "تدین" کے ساتھ ان کا یہ مذاق کیا اپنے اندر کچھ سنجیدگی لگتا ہے؟

اسی طرح بے چارے قاسمی نے اپنے اسی مدعا اختلاف معیشت اور تفاضل فی الترتق پر سورہ انعام کی اس آیت سے بھی استدلال کیا تھا: "وہی الذی جعلکم خلائف فی الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اؤتمنکم۔ اور چونکہ ان کے استدلال کا تعلق صرف اسی قدر سے تھا۔ اس لئے انہوں نے اس رکوع یا اس سورت کی باقی آیات سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ لیکن چودھری صاحب کے نزدیک اسی رکوع کی بعض آیاتیں قاسمی صاحب کے دعویٰ کے خلاف ہیں۔ اس لئے چودھری صاحب اس کو بھی بے چارے قاسمی کی وہی "لا قہراً بدو الصلوٰۃ والی بدو دینتی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"وہ سورہ انعام کی آخری آیت کا ایک جزو پیش کرتے ہیں نہ دوسرا جزو لکھتے ہیں نہ رکوع کا وہ جزو لکھتے ہیں جس میں دین میں مدارج اور گروہ قائم کرنے والوں سے بے تعلقی کا

سے نظر ثانی فرمائیں گے تو یقین ہے کہ وہ خود ہی اس کو محسوس کریں گے بل اکاشان علی نفسہ بصیرۃ۔

ہاں ایک خاص چیز جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، وہ منقولہ بالا عبارت کے آخری حصہ میں چودھری صاحب کا لفظ "عالمانہ اخفاء" ہے۔ جو اپنی معنویت اور دور رس کے لحاظ سے خاص طور پر قابل غور ہے۔ گویا چودھری صاحب کے نزدیک اس اخفاء کے بدترین نمونے "عالم گوں" ہی پیش کیا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب "عالمانہ اخفاء" کوئی مستقل اصطلاح بن گئی ہے۔ نیز چودھری صاحب کے ان مضامین میں اس قسم کے طنزیہ اور دور رس فقرے اسی کے علاوہ اور بھی متعدد جگہ ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر قاضی صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"گڑ بھانا اور گٹھنوں سے پرہیز کرنا"

مفتیانہ چالاکئی ہے"

(دزم ۳، مئی ص ۷۷ کا لم علی)

"عالمانہ اخفاء" اور مفتیانہ چالاکئی کی قسم کے الفاظ جس ذہنیت کی غمازی کر رہے ہیں، چودھری صاحب جیسے حضرات کا بھی اس میں مبتلا ہونا ان کے بہت سے دوستوں کی نیاز مندوں کے لئے بھی غالباً افسوسناک سانحہ ہوگا۔

ہندوستان کے تمام علما پر عجیب و غریب مبارک

غیر یہاں تک تو معاملہ صرف قاضی صاحب کا تھا۔ یا ایک دو طنزیہ فقروں کی شکایت ہی تھی۔ لیکن چودھری صاحب کی بعض تعریاں اس سے آگے کی بھی ہیں۔ مثلاً اسی سلسلے کی دوسری ہی قسط میں ایک جگہ چودھری صاحب نے لکھا ہے:-

"بدقسمتی سے ہندوستان میں سو فی صدی علماء

اسلام شخصی ملکیت کو انگریزی قانون کے مطابق

پرسنل پراپٹی سمجھ کر بحث کرتے ہیں۔ انگریزی

قانون میں مالک اعلیٰ خود انسان ہے۔ اسلام کے

نزدیک مالک اعلیٰ خدا ہے، انسان نہیں، وہ

صرف امین ہے یا مزارع اتاج مضاف مالک"

(دزم ۳، مئی ص ۷۷ کا لم علی)

کاش! چودھری صاحب دس بیس فی صدی نہ مہی پانچ فی صدی یا ایک دو فی صدی علماء ہی کا استثناء کر دیتے۔ مگر نہیں، ان کا ارشاد ہے کہ سو فی صدی علماء اسلام کے نظریہ ملکیت کو نہیں جانتے اور اسلام کی شخصی ملکیت کو انگریزی قانون کے مطابق پرسنل پراپٹی سمجھتے ہیں گویا خدا کو مالک اعلیٰ نہیں جانتے، بلکہ انسان ہی کو مالک اعلیٰ سمجھتے ہیں (حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہاں کے علماء میں پچاس فی صدی سے زیادہ تو بے چارے وہ ہیں جو ملکیت کے متعلق انگریزی قانون کا تفصیلی علم بھی نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود چودھری صاحب کا ارشاد ہے کہ وہ اسلام کے نظریہ ملکیت کو انگریزی قانون کے مطابق سمجھتے ہیں۔ مگر بحمد اللہ چودھری صاحب (اور غالباً صرف چودھری صاحب ہی) ملکیت کے باب میں اسلامی نظریہ کو صحیح طور پر سمجھتے ہیں۔ خیر یہ بھی فینیت ہے کہ ایک شخص تو ہم میں ایسا موجود ہے جو کسی ایسے اہم مذہبی مسئلہ میں بھی ہماری صحیح رہنمائی کر سکتا ہے جس میں ہمارے سو فی صدی علماء غلط فہمی میں مبتلا ہوں۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

چودھری صاحب نے اسی سلسلہ میں ایک جگہ شکایت فرمائی ہے کہ:-

"انگریزی خواں عربی خوانوں کے نزدیک علم

اسلامی سے ازلی اور ابدی طور پر محروم سمجھے

گئے ہیں" (دزم ۳، اپریل ص ۷۷ کا لم علی)

مجھے تو کسی ایک بھی ایسے عربی خوان (عالم دین) کا علم نہیں جس نے تمام انگریزی خوانوں کے حق میں علم اسلامی سے ازلی ابدی محرومی کا فیصلہ کیا ہو اور میرا خیال ہے کہ اگر جناب چودھری صاحب سے بھی پوچھا جائے۔ کہ وہ ان عربی خوانوں کا نام بتلا دیں تو غالباً وہ ایک نام بھی لے سکیں گے لیکن

اس کے برعکس خود چودھری صاحب کا فیصلہ سو فی صدی علماء دین کے متعلق یہ ہے کہ شخصی ملکیت جیسے عام مذہبی مسئلہ کے متعلق بھی وہ اسلام کا نظریہ سمجھنے سے محروم ہیں۔ کاش! چودھری صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ سو فی صدی علماء کے متعلق اُن کا یہ ارشاد اُس اندھے کے لٹھ کھانے سے کیا کچھ زیادہ مختلف اچھیت ہے؟ اسی طرح ایک اور جگہ چودھری صاحب آیت کنز نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

”جس قوم پر یہ آیت اُتری ہے، اس قوم کا ایک منفی اس زمانہ میں کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ اسلام میں طبقات ہیں۔ امیر اور غریب ہمیشہ قائم رہیں گے وہ ایسا کیوں کہتا ہے؟ اس لئے نہیں کہ خدا نخواستہ اس کے دل میں اسلام کی نفرت ہے، نہیں، بلکہ وہ اسی حال میں پیدا ہوتا ہے جو قیاد اور علماء کو بچنے مکانوں میں آرام کرتے، عمدہ سے عمدہ لباس پہنتے، کئی کئی کھانے کھاتے دیکھتا ہے۔ ناچار وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہی اسلام ہے۔ اُسے یہ سوچنے کی مہلت نہیں کہ علماء اور صوفیائے جو اپنے لئے عالی شان عمارتیں بناتی ہیں، وہ پہلے اسی آیت کی خلاف ورزی کرنے چاندی اور سونا اپنے ذخیرہ میں ڈھیر کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں اُسے خرچ نہیں کرتے۔ اللہ تو نہیں دوزخ کی عذاب کی برابر خوشخبری دیتا ہے، لیکن وہ اس طرف دھیان نہیں دیتے اور اپنے حال میں خوش ہیں اور اپنی حرکتوں کو عین اسلام سمجھ رہے ہیں اور اس کے جواز میں قرآن حکیم ہی کو ٹوڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ (مزمع، سہ ماہی ص ۷۷ کا صفحہ ۷۷)

اگر چہ چودھری صاحب کے علاوہ ہمارا کوئی اور پرائیڈر یہ باتیں لکھتا۔ تو قابلِ تعجب تھا اور نہ باعثِ افسوس۔ ہم سمجھ

لیتے کہ یہ بے چارہ جو کچھ کہتا ہے مرجعاً بالغیب کہتا ہے۔ اس کو علماء سے واسطہ ہی نہیں پڑا ہے لیکن جب ہمارے چودھری صاحب بھی یہی بولی بولیں۔ جو علماء کے حالات سے یقیناً اتنے ناواقف نہیں ہیں تو پھر تعجب کیوں نہ ہو۔ علماء اور صوفیاء کے وسیع گروہ میں محدودے چند افراد (زیادہ سے زیادہ دس پانچ فیصدی) تو شاید ایسے نکل آئیں جن کی زندگی کو رہبانیت کی زندگی بھی کہا جاسکتا ہو۔ لیکن اُن کے علاوہ عام علماء اور صوفیاء جن کو واقعی عالم اور صوفی کہا جاسکتا ہے، کا حال یہ ہے کہ سرمایہ داری تو درکنار سرمایہ دارانہ ہول سے بھی وہ اس قدر ڈور ہیں کہ شاید مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی اس وقت اس چیز میں ان کی مثال نہیں ہو سکتا۔ میں اپنے ذاتی معلومات کی بناء پر پورے جزم اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج کے مشرقی صدی سے زیادہ علماء وہ ہیں جن بے چاروں کے پاس خود تو عالی شان مکانات یا کوٹھی بنگلے کیا ہوتے، یوم پیدائش سے لیکر قبر میں جانے تک کسی کوٹھی اور بنگلہ کی تفصیلی زیارت اور سرمایہ دارانہ طرز زندگی کو آنکھوں سے دیکھنے کا بھی ان کو کبھی اتفاق نہیں ہوتا۔ اور یہ حال اُن خستہ حال مولویوں اور صوفیوں ہی کا نہیں ہے۔ جو عمر بھر ٹوٹے پھوٹے حجروں میں رہتے اور گنتائی کے گوشوں میں زندگی بسر کر دیتے ہیں۔ بلکہ خود میرے علم میں متعدد ایسے واقعات ہیں کہ بعض وہ علماء کرام جو سیاسی مشاغل کے سلسلہ میں آجکل کی ترقی یافتہ دنیا سے بھی بہت کچھ آشنا ہو چکے ہیں۔ ان کو بھی جب کسی سیاسی کانفرنس کے سلسلہ میں کسی عالی شان کوٹھی میں ٹھہرنا پڑا ہے، تو وہاں کے آداب و رائج اور طرز بود و باش سے انہوں نے اپنے آپ کو اتنا ہی اجنبی اور ناواقف پایا جتنا قرونِ اولیٰ کے عربی سفراء شاہانِ عجم کے درباری آداب سے بیگانہ ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اُن بیچاروں کو قصائے حاجت وغیرہ کے متعلق بھی وہاں کے ملازموں اور دربانوں سے معلومات حاصل کرنا پڑیں۔

گویا "نظام جاگیر داری اور سرمایہ داری کی لعنت" نے مولویوں کے دماغوں پر اتنا تسلط حاصل کر لیا ہے کہ وہ قرآن میں اگر غور بھی کرتے ہیں تو اسی سرمایہ دارانہ نظریے اور ترجمے بھی کرتے ہیں تو اسی رنگ میں۔

چودھری صاحب کے لئے ایک مشکل!

یہاں مجھے چودھری صاحب کی ایک بات یاد آگئی۔ اور اگر وہ بات صحیح ہے۔ تو میرے خیال میں عام قرآنی ترجموں پر چودھری صاحب کا یہ ریمارک خود ان کے مسئلہ کو زیادہ مشکل کر دے گا۔ کوئی چار سال آدھر کا ذکر ہے۔ غالباً صوبہ دہلی کی احرار کا نفرنس جی کے سلسلہ میں یہ ناپیز اور چودھری صاحب دہلی میں ایک مرتبہ جمع ہو گئے اور دو پہر کی فرصت میں اسی اشتراکیت کے متعلق مبادئ خیالات شروع ہو گیا۔ دوران گفتگو میں چودھری صاحب نے بعض قرآنی آیات کا بھی حوالہ دیا اور ان سے اس طرح استدلال فرمایا کہ کم از کم مجھ جیسوں کے لئے وہ بالکل عجیب اور نرالی چیز تھی۔ مجبوراً استفسار حال کے لئے مجھے چودھری صاحب سے دریافت کرنا پڑا کہ آپ جو قرآن میں غور کرتے ہیں تو یہ ترجموں کی مدد سے یا براہ راست؟ (میں یہاں یہ واضح کر دیتا چاہتا ہوں کہ میرا یہ سوال محض استفسار حال کے لئے اور اس نیا ز مندائے کلینی پر مبنی تھا۔ جو جو صوف سے مجھے حاصل تھی اور حاصل ہے۔ فی الحقیقت مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ چودھری صاحب عربی کی واقفیت رکھتے ہیں یا نہیں)

چودھری صاحب نے مجھے جو جواب دیا وہ یہ تھا:-

"میں ترجموں ہی کی مدد سے قرآن کو دیکھتا ہوں۔ عربی زبان سے مجھے واقفیت نہیں ہے

البتہ ترجموں ہی کا مطالعہ کرنے کرتے اب اتنی

مناسبت ہو گئی ہے۔ کہ بعض آیات کا مطلب

خود بھی سمجھ لیتا ہوں!"

تعجب ہے کہ چودھری صاحب مفلسوں اور قلاشوں کے اس گروہ کو "عالی شان محلات" اور "چاندی سونے کے ڈھیروں" کا طعنہ دے رہے ہیں۔ میرے محترم چودھری صاحب! فقر و فاقہ اور افلاس و ناداری تو مولویوں کا ایسا ناقابل رشک امتیازی وصف اور شعار ہو گیا ہے۔ کہ "علاوہ مشرقی" جیسا مولوی دشمن بھی اس کی گواہی دے سکتا اور دیتا ہے۔ معلوم نہیں چودھری صاحب نے کن علماء اور صوفیاء کو اس حالی میں دیکھا ہے۔ اگر اس دور کے بعض گندی نشین بدروٹی پیروں کی طرف ان کا اشارہ ہے۔ تو وہ بڑی غلط فہمی میں ہیں کہ ان کو "علماء اور صوفیاء" سمجھ رہے ہیں اور اس سے بھی بڑی غلط فہمی ان کی یہ ہے کہ وہ بے چارے قاتکی کو بھی روح اسلام سے اتنا عاری سمجھتے ہیں کہ وہ ان شیخوت فروش گندی نشینوں کو اسلام کا نمونہ اور ان کے طرز زندگی کو اسلام کے آئین معیشت کی عملی تشریح سمجھتا ہے۔

علماء کی علمی خدمات خصوصاً تراجم قرآن پر چودھری صاحب کا ریمارک

اور یہ تو چودھری صاحب کا بیان علماء کے طرز زندگی کے متعلق تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان بے چاروں کی علمی خدمات کے متعلق جو رائے ظاہر فرمائی ہے۔ وہ بھی نتائج کے لحاظ سے بہت دور رس ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی ہی قسط میں فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم کا سرسری مطالعہ اور عام ترجمے مفید

نہیں۔ کیونکہ نظام جاگیر داری اور سرمایہ داری کے

تسل نے صحیح اسلامی تصور کو بھی اپنے

رنگ میں رنگ لیا ہے۔ ہم جب سوچتے ہیں۔ اسی

رنگ میں سوچتے ہیں جب سمجھتے ہیں، اسی رنگ

میں سمجھتے ہیں!"

(ذمزم "۳۲" اپریل ۱۳۳۷ھ ص ۱۷۷ کالم ۱۷)

ممکن ہے جو دھری صاحب کی مناسبت اب ترقی کر کے بہت آگے بڑھ گئی ہو۔ اور اب وہ ترجموں سے بالکل بے نیاز ہو گئے ہوں۔ لیکن اگرچہ دھری صاحب کا وہ بیان صحیح تھا (اور میرے خیال میں صحیح ہی تھا) تو اس میں تو شک نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی قرآن فہمی کی اصل بنیاد یہ ترجمے ہی ہیں پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ علماء کے کئے ہوئے عام ترجمے تو قابل اعتبار نہ ہوں اور جو دھری صاحب کا فہم قرآن جو انہیں ترجموں پر مبنی ہے، وہ لائق اعتماد ہو۔ میں باوجود غور کے اس گتھی کو نہ سلجھا سکا۔

سارے اسلامی لٹریچر پر جو دھری صاحب کا وار

پھر جو دھری صاحب کی یہ رائے ذنی علماء حال کے تراجم قرآن ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس سے تجاوز کر کے وہ اپنے اسی سلسلہ مضمون میں ایک جگہ یہ بھی فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ ہمارا سارا مذہبی لٹریچر سرائی دہی کے قلم میں تیرہ سو سال تک ڈبکیاں کھاتا

ہم تک پہنچا ہے" (زمزم، ۳۰ اپریل ص ۳۱) آجی بنا پر جو دھری صاحب نے ایک عجیب و غریب لٹریچر یہ قائم فرمایا ہے کہ جو شخص اسلامی لٹریچر زیادہ دیکھے گا۔ اور اسلامی کتابوں کا مطالعہ زیادہ کرے گا۔ وہی گمراہ اور غلط فہمی میں مبتلا ہوگا۔ چنانچہ ایک جگہ مولانا قاسمی کے خیالات کی غلطی کی بنیاد ظاہر کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں :-

"یہ مولانا قاسمی کے خیالات قلب علم کی دلیل نہیں بلکہ کثرت مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ سارا اسلامی لٹریچر اور فلسفہ شاہی دور کی پیداوار ہے" (زمزم، ۲۷ مئی ص ۳۱)

اس سے انکار نہیں کہ اس طویل عرصہ میں ہمارا لٹریچر کچھ غلط خارجی اثرات سے بھی متاثر ہوا ہے۔ لیکن مختلف زمانوں میں ایسے مجددین ملت علماء حق بھی ہوتے رہے

ہیں۔ جو ان غلط خارجی اثرات کا ازالہ کر کے اسلامی تعلیمات کو اپنے اصلی رنگ میں پیش کرتے رہے ہیں۔ اور ہم یقین ہے کہ جب تک دنیا کو اسلام کی ضرورت رہے گی اس وقت تک شہیت الہی تجدید دین کے اس مقدس سلسلے کو ضرور جاری رکھے گی۔ جیسا کہ احادیث میں اس کے بارے میں بکثرت پیشگوئیاں فرمائی گئی ہیں۔ ایسے حال میں سارے اسلامی لٹریچر کو "شاہی دور کی پیداوار" بتلا کر بے اعتبار کر دینا اور تیرہ سو سال تک سرائی دہی کے قلم میں اس کو ڈبکیاں کھلا کر اس کی اہمیت گرانہ اسلام کے ساتھ ہمدردی کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔

جو دھری صاحب کی قرآن فہمی کا عنوان

خیر یہ تو علماء کے قرآنی ترجموں یا عام اسلامی لٹریچر کے متعلق جو دھری صاحب کے ریمارکس پر ایک ہلکا سا تبصرہ تھا۔ اب ذرا خود جو دھری صاحب کی قرآن فہمی اور اسلام ذاتی کا بھی ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے :-

مولانا قاسمی نے "شخصی ملکیت کے جواز" اور پھر تقسیم میں تفریق پر اسلام کے مسئلہ مسئلہ وراثت سے بھی استدلال کیا تھا جو فقہ یا حدیث ہی کی چیز نہیں ہے بلکہ انصوص قرآنی سے ہے۔ مولانا قاسمی کے استدلال کا حاصل یہ تھا کہ اگر اسلام شخصی ملکیت کا قائل نہیں ہے تو پھر متروکہ مال میں وراثت کیوں جاری ہوتی ہے اور اگرچہ جو دھری صاحب کے خیال کے مطابق سب میں مالی برابری بھی اسلام کا منشاء ہے تو پھر وہ عورت کو مرد سے نصف ترکہ کیوں دلاتا ہے اور اسی طرح دوسرے وارثوں کے حصہ میں کمی بیشی کیوں کرتا ہے اور سارے مال کو بیت المال میں داخل کرنے یا سب میں برابر برابری بائٹ دینے کا حکم کیوں نہیں دیتا؟ مولانا قاسمی کے اس استدلال کے جواب کے سلسلہ میں جو دھری صاحب ارقام فرماتے ہیں اور اللہ اکبر کتنی

جرات سے فرماتے ہیں :-

”اسی طرح وراثت کی تقسیم کے معنی نہیں کہ لڑکی کو کم حصہ دیا جائے۔ بلکہ نہ دینے کو غلط قرار دے کہ عورت اور مرد کو نفس واحد قرار دیا۔ دیکھو سورہ نساء کی ابتدا یا ایہا الناس اتقوا اللہ الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها نہ وجمعا وبت منها رجالا كثيرا ونساء و اتقوا اللہ الذی تساءلون بہ واکلھما ان اللہ کان علیکم سقیما“

(ترجمہ) اے لوگو! ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے اور پیدا کیا اس سے جوڑا اس کا اور پھیلانے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جس کے نام سے مانگتے ہو آپس میں اور ڈرو قرابت سے تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے

مرد اور عورت، زور آور اور کمزور، یعنی آقا اور غلام، امیر اور غریب، سب خلقی اعلان کو غور سے سن لیں کہ وہ سب ایک کی اولاد نہیں بلکہ ایک جان ہیں۔ ایک کی اولاد برابر کی حصہ دار ہونی چاہیے۔ ایک جان میں تفریق تو اور بھی جہالت ہے۔ (”مزم“ صمانت نمبر ۷۲)

اس وقت مجھے اس سے بحث نہیں کہ چودھری صاحب کی اس نئی تحقیق سے مولانا قاسمی کے استدلال پر کچھ اثر پڑا یا نہیں۔ اور نہ اس جگہ میں چودھری صاحب کے اس فہم قرآنی اور تفقہ فی الاسلام پر تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں باتیں انشاء اللہ ناظرین کرام میرے کتابی مقالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس جگہ یہ اقتباس تو میں نے چودھری صاحب کے فہم قرآنی اور تفسیر قرآنی میں ان کی ”بیبا کاہ جرات“ کا ناظرین کو صرف نمونہ دکھلانے کے لئے نقل کیا ہے۔ البتہ

اخلاص اور ادب کے ساتھ چودھری صاحب سے اتنا عرض کئے بغیر یہاں مسلم روکنا گناہ سمجھتا ہوں کہ لہذا قرآن اور اسلام پر رحم فرمائیے۔ اور اگر آپ کے سوا دنیا میں کوئی اور بھی اسلام اور قرآن کا کچھ علم رکھنے والا آپ کے خیال میں ہو، تو اس قسم کی جراتیں حوالہ قلم کرنے سے پہلے کم از کم اسی سے مشورہ فرمالیا کیجئے۔ آخر خود راکی اور خود اعتمادی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ اگر قرآن کو اسی آزادی کے ساتھ تختہ مشق بنانا آپ جیسے بزرگوں نے بھی دستور بنا لیا۔ تو پھر اس کی جو گنجینہ تھی۔ اس کے تصور سے ہر مومن کی روح کا ہتی ہے۔

میں جانتا ہوں اور یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ چودھری صاحب اپنی اس غلط روی میں بھی مخلص ہیں اور اپنے نزدیک وہ اسلام کے ساتھ یہ بہت بڑی ہمدردی کر رہے ہیں کہ اس کے نظام اقتصاد و معیشت کو روس کی اشتراکیت پر منطبق کر کے ان نوجوانوں کی نظروں میں بھی اسلام اور قرآن کو ذوقینہ بنا دینا چاہتے ہیں۔ جو دوس کے سحر سے مسحور ہو کر اشتراکیت کو ”دنیا کی جنت“ سمجھتے ہیں۔ مگر چودھری صاحب یقین فرمائیں کہ ان کی یہ ہمدردی اُس ہمدردی سے بھی گھٹیا ہے۔ جواب سے پچاس ساٹھ برس پہلے سرسید احمد خاں اور ان کے رفقاء بولوی چلار غ علی وغیرہ نے اسلام کے ساتھ فرمائی تھی۔ بلکہ اُس ہمدردی سے بھی گھٹیا درجہ کی ہے۔ جو مرزا صاحب اور مرزائی صاحبان نے عقلیت کے پرستار نوجوانوں ہی کے لئے اسلام کو ایک ”معتدل مذہب“ بنانے کے ارادہ سے عقیدہ حیات مسیح کا انکار کر کے فرمائی تھی۔ بلکہ پُرانے زمانہ کی اُس روایتی بڑھیا کی ہمدردی سے بھی ہمارے چودھری صاحب کی یہ ہمدردی بڑھیا نہیں ہے جس نے ”بازار کے ناخن تراش کر اپنے خیال میں اُس کے ساتھ بڑی شاندار ہمدردی فرمائی تھی۔

آخر میں ناظرین کرام سے پھر گزارش ہے کہ ان محدود
سے میرا مقصد صرف ان امور کی طرف توجہ دلانا تھا۔
جو اسلام اور اشتراکیت کے اس قلمی معرکہ میں اصل
مباحث سے خارج ہونے کے باوجود میرے نقطہ نظر
سے قابل توجہ تھے اور جن میں انصاف اور
معقولیت و سنجیدگی کی حدود سے تجاوز ہوا تھا۔
رہا اصل مسئلہ اور اس کے دلائل پر بحث و تبصرہ
تو اس کو میں انشاء اللہ مستقل کتاب کی شکل
میں عنقریب پیش کر سکوں گا۔ اس میں میرا
خطاب کسی خاص شخص سے نہ ہوگا اور نہ اس
کی حیثیت کسی خاص مضمون کے جواب کی ہوگی۔
بلکہ وہ ایک مستقل چیز ہوگی جس میں انشاء اللہ
مسئلہ کے ہر گوشہ پر یکجائی بحث ہوگی۔ البتہ
چودھری صاحب کے مضامین کو خصوصیت کے
ساتھ سامنے رکھا جائے گا کہ دراصل وہی اس
وقت اس آمادہ کے محرک ہوئے ہیں۔

کتابی اشاعت کے بعد اگر ادائیہ "زمزم" اس
پورے مقالہ کو اپنی ایک یا زیادہ سے زیادہ دو
اشاعتوں میں شائع کرنے پر آمادہ ہوا۔ تو میں
شکریہ کے ساتھ اس کو بھی اس کی اجازت
دوں گا۔

ان سر بد الاصلاح ما استطعت و
ما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔
(محمد منور نعمانی عفا اللہ عنہ مدیر "الفرقان" بریلی)

آخر میں ایک شکایت قاسمی صاحب سے بھی

میں عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت اصل مباحث اور کسی
فرق کے دلائل کی صحت و عدم صحت سے میری بحث نہیں
ہے۔ بلکہ ان سطور سے میرا منشاء صرف ان امور کی طرف توجہ
دلانا ہے جن کو میں تعدی اور تجاوز عن الحدود کے درجہ
میں سمجھتا ہوں۔

اسی سلسلہ میں قاسمی صاحب سے بھی عرض کرنا ہے
کہ ابتدائی قسطوں میں ان کا جو مناسب ردیہ تھا۔ وہ آخر
میں کچھ غیر مناسب سے بدلتا جا رہا ہے۔ چنانچہ "زمزم"
کے "مضامین نمبر" میں ان کی جو قسط شائع ہوئی ہے۔ اس
میں ان کا طریقہ خطاب قابل نظر ثانی ہے۔ خصوصاً چودھری
صاحب کے متعلق ان کا یہ فقرہ کہ

"یہ آج معلوم ہوا کہ آپ اپنے بزرگوں کی

تقلید میں آواگوں اور تنازع کے بھی قائل

ہیں"

اگرچہ الزامی طور پر ہے، مگر پھر بھی نامناسب اور
مولانا قاسمی کے قلم سے قابل افسوس ہے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں حضرات کے مضامین
عالمی کتابی شکل میں بھی شائع ہونے والے ہیں۔ اگر
یہی دونوں حضرات اس سے پہلے اپنے اپنے مضامین
پر نظر ثانی فرمائیں۔ تو ان کے اور عام مسلمانوں کے
لئے جی انشاء اللہ مفید ہوگا۔

شمس الاسلام کی توسیع اشاعت وینڈاز بھی خواہ اسلام
کا فرض اولین ہے۔ (منیجر)

چودھری افضل حق صاحب کے خیالات تنقید

(جناب مولوی محمد بخش صاحب مسلم بی، اے۔ لاہور)

والا حرام۔ ان اللہ کات علیکم من قیاماً
(ترجمہ) "اے لوگو! اور پروردگار اپنے سے
جس نے پیدا کیا تم کو جان ایک سے اور پیدا
کیا اس سے جوڑ اس کا اور پھیلائے ان
دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈر فائدہ
سے جس کے نام سے انگٹے ہوتا بس میں
اور ڈر قرابت سے تحقیق اللہ تم پر نگہبان
ہے"

مرد اور عورت، زور آور اور کمزور، یعنی آقا اور
غلام، امیر اور غریب سب خدائی اعلان کو غور
سے سن لیں کہ وہ سب ایک کی اولاد ہیں بند
ایک جان ہیں۔ ایک کی اولاد برابر کی حصہ دار
ہونی چاہیے۔ ایک جان میں تفریق تو اور
بھی جہالت ہے "ذمزم" ضمانت نمبر نیز
اشاعت ۱۱ ص ۷۷

اس آیت سے چودھری صاحب کی تفسیر کے مطابق
پانچ چیزیں ثابت ہیں: (۱) عورت اور مرد نفس واحد
ہیں (۲) مرد اور عورت۔ غلام آقا ایک کی اولاد ہیں۔ ایک
جان ہیں (۳) مرد اور عورت کا حصہ برابر ہونا چاہیئے (۴)
ایک جان میں تفریق کرنا جہالت ہے (۵) اس آیت نے یہ
بتایا کہ مرد کو بھی حصہ ملنا چاہیئے، عورت کو بھی ملنا چاہیئے۔
حصہ برابر ہونا چاہیئے اور حصہ نہ دینا غلط ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو جناب مفکر صاحب کے اس فکر
کی اصل بنیاد یہ ہے کہ جو افراد ایک جان ہیں۔ ایک کی اولاد

مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی اور جناب مفکر احرار
چودھری افضل حق صاحب ایک عرصہ سے اس موضوع
پر قلبی مجاہد میں مصروف ہیں کہ اسلام کے نظامِ معیشت
اور روس کی اشتراکیت میں کیا نسبت ہے۔ مولانا کے
مزدبیک روسی نظامِ اسلام کے نظامِ اقتصاد سے
متضاد ہے، مخالف ہے، متباہن ہے۔ ان میں تساوی
کی نسبت نہیں۔ قبہ مفکر صاحب کا نادیہ نگاہ یہ ہے
کہ ان میں مماثلت ہے۔ بغاثریت اور تعادلت نہیں۔
مولانا فرماتے ہیں اسلام شخصی ملکیت کا قائل ہے۔
مفکر صاحب کا ارشاد ہے کہ اسلام ذاتی جائیداد کے
نظریے کا حامی نہیں۔ مولانا کی تصریح یہ ہے کہ اسلام
کے رو سے وراثت میں مرد کا حصہ عورت سے دو گنا
ہے۔ اس کے جواب میں چودھری صاحب کی توضیح
حسب ذیل ہے:-

"اسی طرح وراثت کی تقسیم کے یہ معنی نہیں کہ
لڑکی کو کم حصہ دیا جائے۔ بلکہ نہ دینے کو غلط
قرار دیکر عورت اور مرد کو نفس واحد قرار
دیا۔ دیکھو سورۃ نساء کی ابتداء یا ایہا النسا
التقوا لکم الذی خلقکم من نفس واحد
وخلق منہا نسا وجعلا وبت منہا رجلاً لکثیراً
ونساء والقوا للذی تسمون بہ

عہ چودھری صاحب ماثلت ہی کے دعویدار نہیں بلکہ روسی
اشتراکیت کو دعوتِ اسلامی کی تجدید قرار دیتے ہیں۔

(موقوف)

ہیں۔ ان میں کسی قسم کا فرق نہیں ہونا چاہیے اور ان میں ذرہ بھر فرق کرنا جہالت ہے۔ اسے اگر اور پھیلا دیا جائے، تو کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ خالق کے سوا باقی جو کچھ ہے یا تھا یا ہوگا سب مخلوق ہے۔ اس لئے ایک خالق کی مخلوق میں تفریق کرنا زیبا نہیں۔ کوئلے اور میرے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں مخلوق ہیں ایک انسان اور بد انسان میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے۔ مشرک اور مومن میں کوئی فرق نہیں اس لئے کہ ایک کی اولاد ہیں۔ وہ بھی ناس ہے وہ بھی ہے۔ حیر اور غیر احراء میں کوئی فرق نہیں کہ ایک جان ہیں۔

اگر مفکر صاحب کے ان الفاظ کو پیش نظر رکھا جائے کہ عورت اور مرد کو نفس واحد قرار دیا گیا ہے۔ گو یا عورت اور مرد مساوی ہے نفس واحد کے۔ جیسے ۵ آئے + ۳ آئے برابر ہے آٹھ آئے کے۔ تو ترجمہ یہ ہوگا "اے لوگو! ڈرو پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تم کو عورت اور مرد سے اور پیدا کیا اس عورت اور مرد سے اس کا جوڑا" یہ ترجمہ شایان تفکر نہیں۔

تصنیف المصنف نیکو کنذباں

چودھری صاحب زیادہ سے زیادہ قرآن دان ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن مصنف قرآن نہیں ہیں۔

(۱) ارشاد ہوتا ہے "لا یستوی اصحاب الناس واصحاب الجنة۔ اصحاب الجنة هم القارئون۔" (پارہ ۲۸ سورہ شہرہ ترجمہ) برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی مراد پانے والے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ابن آدم ہونے یا ایک جان ہونے یا زیادہ صحیح الفاظ میں یہ کہ ایک جان سے ہونے کے باوجود دونوں میں فرق ہے۔ ایک شاد کام ہے، فائز المرام ہے۔ دوسرا ناکام ہے۔ معلوم ہوا کہ پیدائش کے اعتبار سے یکساں ہونے کے باوجود دینی ناکامی اور فائز المرامی کے لحاظ سے تفاوت ہے تفاوت جنی برحمت ہے۔

(۲) قرآن فرماتا ہے "یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ۔" (ترجمہ) "اے انسانو! ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے" (ازروئے خلقت ہر آدمی یکساں ہے) وحی علنا کو مشعوباً و قبائلاً "اور رکھیں تمہاری ذیلیں اور بنائے تمہارے قبیلے" "تعا سرفروا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو" (معلوم ہوا کہ ذاتوں اور قبیلوں کا وجود صرف پہچان کیلئے ہے) "ان اکرمک عند اللہ اتقیک" "اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جس کا چال چلن زیادہ پسندیدہ ہے" یہ ٹکڑہ بتاتا ہے کہ آدمی پیدائش کے اعتبار سے مساوی ہے۔ ذاتوں کے لحاظ سے صرف اسی لئے جدا ہے کہ پہچانا جاسکے۔ لیکن خواہ کوئی کسی ذات یا قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر سیرت کا اچھا ہے تو اس سے زیادہ عزت والا ہے، جو اس سے سیرت میں کمتر ہے۔ یہاں یہ بتایا کہ سیرت کے دو سے بھی تفاوت ہے۔ ایک شخص مسلمان ہے، دوسرا کافر ہے۔ دونوں کے بھائی ہیں۔ ان میں بروئے پیدائش مساوات ہے۔ بروئے نسل مساوات ہے، لیکن ایمان کے نقطہ نگاہ سے مسلمان کافر سے اچھا ہے۔ اس برتری کو مساوات نسلی زائل نہیں کر سکتی۔ وہ شخص مسلمان ہیں حقیقی بھائی ہیں۔ ایک بد چلن ہے دوسرا نیک چلن ہے۔ قرآن کے مطابق نیک چلن بد چلن سے اچھا ہے۔ چودھری صاحب کا کلیہ یہ ہے کہ جو دو وجود ایک جان سے ہیں وہ برابر ہیں۔ (۳) رب العزت اعلان کرتا ہے "لَا یَحْتَوِیٰ مِنْ حُكْمِ مَنْ اَفْتَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ وَاُولَٰئِكَ اَعْظَمُوْا حُجَّةً مِنَ الَّذِیْنَ اِنْفَقَوْا مِنْ بَقْدَ وَاَقَاتِلُوا" (پارہ ۲۴ سورہ حدید ترجمہ) "برابر نہیں تم میں سے جس نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا اس کا وجود ان سے بڑا ہے، جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔"

مقام غور ہے کہ صحابی مخلوق ہونے کے اعتبار سے مساوی ہیں۔ انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یکساں ہیں۔ صحابی ہونے کے اعتبار سے پوری

چودھری صاحب فکر رسا سے کام لیں !

دنیا کی کوئی دو چیزیں کیفیت، کیفیت زبان و مکان عواضات لاحقہ کے اظہار سے من کل الوجوہ علی الاطلاق مساوی نہیں ہو سکتیں۔ اس امر کی نسبت خالق کی طرف کرنا منافی تفکر ہے۔ بشارت ربانی یہ ہے: "خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءِیَ قَعْدَرُ" اللہ نے تمام چیزیں پیدا کیں اور ہر چیز کے لئے اس کے مناسب حال اندازہ مقرر کیا۔

معلوم ہوا کہ ہر شے کا خالق اللہ ہے۔ ہر شے مخلوق ہے۔ ہر شے کا اندازہ ٹھہرانے والا قادر قدیر اللہ ہے۔ ہر شے مقدور ہے۔ لیکن ہر شے اس اعتبار سے دوسری سے مساوی ہے کہ وہ مخلوق ہے، مقدور ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ خدا کی کل مخلوق ہر لحاظ سے مساوی ہے۔

فرائض کی تقسیم

(الف) (۱) حمل (۲) وضع حمل (۳) رضاعت (۴) تربیت۔ یہ چار فرائض مخصوص ہیں۔ مرد (۴) میں کسی قدر یا برابر کا شریک ہو سکتا ہے۔ (۱) (۲) (۳) عورت کے لئے خاص ہیں۔ اس وقت عورت پر اس کے مصارف کا بار عائد کرنا اچھا نظر نہیں آتا۔ اسلام کفالت کا بار مرد کے کندھے پر رکھتا ہے۔ ان ایام میں عورت تکثیر نسل انسانی کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ ضروری ہے کہ اس کی نزاکت و اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اُسے دیگر فرائض معاشرتی و اقتصادی سے بے نیاز نہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مساوی فرائض کا دعویٰ کمزور و کمزور ترک ہو۔

(ب) عورت جنابت و احساسات کے اعتبار سے بچے سے زیادہ ملتی ہے۔ جلدی رونا، جلدی ہنسناس کا شائبہ اس میں اثر پذیریری کا مادہ زیادہ ہے۔ اس کی حیثیت زیادہ تر انفعالی ہے۔

مشابہت باہمی رکھتے ہیں لیکن ان کی ایک مساویانہ امور کے باوجود وہ صحابی جنہوں نے فتح سے پہلے جان مال کی قربانی دی ان سے زیادہ درجہ رکھتے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد یہ ایثار کیا۔ چودھری صاحب صرف "بکجان" ہونے کو متاثر تصور فرماتے ہیں کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی تفریق کے روادار ہی نہیں، اس پر فکر نہیں فرماتے کہ محض یک جان ہونے کا تعلق دیگر امتیازات کے منافی نہیں۔

مرد اور عورت کا تفاوت

علیم باری ہے: "الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى النَّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا آفَقُوا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ" (ترجمہ) "مرد عورتوں کے سردمرے اور کارفرما ہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے کہ مرد اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

یہیچے! مرد اور عورت باوجود یکہ نفس واحد ہیں، ایک جان ہیں یا صحیح یہ کہ ایک جان سے ہیں۔ پھر بھی یکساں نہیں ہیں۔ مرد کو وہ سبب سے فضیلت دی ہے۔

فرمان فرقان ہے: "لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِمْ دَرَجَةٌ" واللہ عزیز حکیم۔ (بقرہ پارہ ۲) جیسے دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ ویسے ہی عورتوں کا حق مردوں پر ہے۔ ان عورتوں پر مردوں کو فاقیت ہے۔ کسی کو کسی پر غلبہ دینے والا اللہ ہے اصل میں غلبہ اسی کو ہے۔ اس کا کسی کو کسی پر فائق قرار دینا اس کی حکمت کے تقاضا سے ہے۔

مرد بھی نفس واحد سے ہے۔ عورت بھی نفس واحد سے ہے۔ پھر بھی مرد، عورت پر فائق ہے معلوم ہوا کہ نفس واحد سے ہونے کی مانعت اس امر کے خلاف نہیں کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہو۔

کے منافی ہوگا۔ قرآن پاک کا فیصلہ ملاحظہ ہو:-
(۱) یوصیکم اللہ فی اولاذکوا (مسلمانو! تمہاری اولاد کے متعلق اللہ تمہیں حکم دیتا ہے) للذکر مثل حظ الانثیین (کہ لڑکے کے لئے حصہ ہے دو لڑکیوں کے برابر) سورہ نساء پارہ ۴۔

(۲) لَکُم مِّنْهُنَّ مِثْلُ مَا تُولَدُ عَنْہُمْ وَاجْکُمُ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہُنَّ وَلَدٌ۔ (اگر تمہاری بیویوں کی کوئی اولاد نہ ہو تو تمہارا حصہ اس سے جو تمہاری بیویاں چھوڑ مریں اودھا) (۳) وَلِہُنَ النِّسَاءُ مِثْلُ مَا تُولَدُ عَنْہُمْ لَوْ لَکُمْ وَلَدٌ۔ (اگر تمہارے ہاں اولاد نہ ہو، تو تمہاری بیویوں کو تمہارے مرد کے میں سے چھ لڑکیاں) سورہ نساء پارہ ۴۔

مرد کے حصے کو عورت سے دوگنا اس نے مقرر کیا ہے جس نے کہا ہے کہ مرد اور عورت نفس واحدہ سے ہیں خدا اسو چھپے۔ جلدی سے یہ لکھ دینا کہ ایک جان میں تفریق جہالت ہے، کیا مناسب ہے؟ مجھے خدا مقرر کرتا ہے، فرماتا ہے، بیٹے کا حصہ بیٹی سے دوگنا ہے۔ شوہر کا بیوی سے دوگنا ہے۔ باپ کا ماں سے دوگنا ہے۔ بیٹی عورت ہے۔ بیوی عورت ہے۔ ماں عورت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے یہ آیت کہ اسے دوگنا کر دیا۔ اس لئے نازل کی ہے کہ لوگ عورتوں کو مردوں کے برابر حصہ دیا کریں۔ کس بنا پر درست ہے۔ کن من المفکرین یا مفکر وکلا تکن من المستعجلین۔

اسلامی قانون وراثت

قبلہ چودھری صاحب! اسلامی قانون وراثت آیہ رحمت ہے۔ ہندو قانون کی اصلاح کرنے والی ہندو کمیٹی نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ عورت کا ورثہ ضرور ہونا چاہیئے اور یہ کہ اس کا حصہ مرد سے نصف ہونا چاہیئے۔ اس مقدس ضابطہ کے رو سے پانچ اشخاص بلا تفریق

(حج) علمی تجربات کے رو سے عورت کے قد کا اوسط مرد کے قد سے ۱۲ سنٹی میٹر کم ہے۔

(د) مرد عورت سے وزن میں زیادہ ہے۔

(ذ) عورت کا دل مرد کے دل سے ساٹھ ڈراما چھوٹا ہے۔

(س) مرد کی حرارت غریزی عورت سے زیادہ ہے۔ مرد

ایک گھنٹہ میں قریباً گیارہ ڈرام کا بن چلاتا ہے۔ عورت چھ سے کسی قدر زائد۔

(ن) مرد جس درجہ کی خوشبو جس فاصلہ سے محسوس

کر لیتا ہے۔ عورت اسی فاصلہ سے دوگنے درجہ کی خوشبو سونگھ سکتی ہے۔ مرد کی قوت شامہ تیز تر ہے۔

(ش) مرد کا ذوق سب سے بھی عورت سے زیادہ ہے۔

(ص) ایسے ہی دماغ اور مغز کے معیار سے بھی

دونوں میں تفاوت ہے۔

(ض) خیر اور کیل کے پودوں میں جہاں مرد مادہ کا امتیاز ثابت ہوا ہے۔ تجربے نے یہ بھی ہو دیا کیا ہے کہ مرد کو مادہ درخت پر طبعی ذوقیت حاصل ہے

(ق) حیوانات میں نر کا غلبہ اپنی مادہ پر ظاہر دبا ہر ہے یہی کیفیت طبعی ہے۔

(د) طب کا محاکمہ یہ ہے کہ مادہ کی نسبت نر کا گوشت زیادہ قوت بخش ہے۔ بکرے، بکری، مرغ مرغی، چڑے، چڑیا کی تفریق نمایاں ہے۔

اقتصادی مساوات

اقتصادی بحث ان عوامل و اثرات سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ جن کا مرد و زن کو مورد ہونا پڑتا ہے۔ مرد عورت کا کفیل ہے۔ مرد کے فرائض زیادہ ہیں۔ ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ قوی کی مضبوطی کے باعث اسے زیادہ خوراک دے کر رہے۔ اس لئے اگر جائیدادیں سے عورت اور مرد کے حصہ کو مساوی قرار دیا جائے۔ تو یہ اصول اقتصادی توازن

تذکرۃ الصالحین

حضرت صہیب رومی

رضی اللہ عنہ

قصۂ عشق بشیرازہ نگینہ زہار

بگزارید کہ ایں نسخہ ماند

(از مولانا شوق صاحب دس ستر غریبہ بھیرہ)

آپ کا نام نامی صہیب تھا۔ والد کا نام سنان بن مالک اور والدہ کا نام سلمہ بن قعیدہ کینت ابو یحییٰ تھی، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی تھی۔ آپ کے والد اور چچا نے مہمل کے قریب دریائے دجلہ کے کنارے مکان بنائے ہوئے تھے۔ اور کسریٰ کی طرف سے عامل تھے۔ ایک دفعہ

رومیوں نے حملہ کر کے تمام خاندان کو لوٹ لیا اور حضرت صہیبؓ کو اس وقت لڑکے تھے، قید کر کے لے گئے۔ اسی جہ

سے آپ رومی مشہور تھے۔ آپ نے روم ہی میں پوروش پائی۔ آپ کی زبان مبارک میں لکنت تھی جب ہوشیار ہوئے تو مکتب نامی ایک شخص جو مکہ کا باشندہ تھا۔ رومیوں سے

خرید لایا اور مکہ میں آکر عبداللہ بن جعدان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عبداللہ نے کچھ عرصہ کے بعد آپ کو آزاد کر دیا۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ صہیب رضی اللہ عنہ جب سن رشد کو پہنچے تو خود رومیوں سے بھاگ کر مکہ چلے آئے اور عبداللہ بن جعدان کے ساتھ مواخاۃ کر لی۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور غافل دنیا والوں کو پیغام ہدایت دینے کے لئے کاواز بلند کیا۔ تو حضرت صہیبؓ بھی ان خوش نصیب و فرخندہ طالع لوگوں میں سے تھے۔ جو ہدایت کی پہلی پکار پر بلیک کہنے کے لئے آگے بڑھے۔ آپ سے پہلے

وارث ہیں۔ (آ) باپ (ب) ماں (س) بیٹا (د) بیٹی (ه) زوج یا زوجہ۔ پہلے واثان ذوی الفروض کہلاتے ہیں۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔ ان میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں۔ ذوی الفروض کے حصے لمجاۃ تعداد چھ ہیں۔ ۱/۲ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ ۱/۴ (الف) اسلام میں مشترکہ فائمان کا قاعدہ نہیں۔ دوسری ملکیت کا ضابطہ نہیں۔ (ب) بٹے چھوٹے کا نہیں۔ (ج) مرثیہ والا خواہ مرد ہو یا عورت، تقسیم وراثت کا قانون یکساں ہے۔ (د) جائداد قرضہ کی ادائیگی۔ وصیت کی تعمیل اور تجہیز و تکفیل کے بغیر جائز نہیں۔ قرضہ میں ہر بھی ہے۔ ہر کی حد مقرر نہیں مگر ادائیگی سے پہلے جائداد کی تقسیم صحیح نہیں۔ یہ بحث طویل ہے۔ مختصر یہ کہ اسلامی قانون وہ بیٹھی چھری ہے جو کہ مذہب سرایہ داری کے جسم پر اس شان سے عمل جراحی کرتی ہے کہ باندو شائد۔ مارکس اور لینن کا قانون فقہ اسلامی کے برابر نہیں۔

چودھری صاحب کے گزارش!

میں نے پوری احتیاط کی ہے کہ کوئی لفظ اشارۃ کنایۃ تمکیناً یا ضمناً بھی ایسا استعمال نہ کروں کہ جو جناب چودھری صاحب قبلہ کی شان کے شایاں نہ ہو تاہم اگر کوئی ہو تو اس کے لئے محتافی کا خود استغفار ہوں لیکن اتنی گداز ضرور ہے سب سے پہلے آپ جن آیات سے اپنے مدعا کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ایک ایک کر کے پیش فرمائیں۔ ان کے متعلق ناظرین کو جو شبہات ہوں۔ ان کی طرف توجہ فرمائیں۔ لیکن اتنا خیال ضرور ہے کہ آپ غایت درجے کے ذمہ دار ہیں اور آپ کی تحریرات اکثر برادرانِ احرار کے لئے خاص گوئے اثر و وقار رکھتی ہیں اور جن مسلمانوں کے پختہ عقائد کی آپ اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کی باتوں کو آپ زیادہ تحمل سے برداشت فرمائیں۔ (خادمِ مشکم)

صرف قیسؑ اور چند آدمی ایمان لا چکے تھے۔ آپ سب سے آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معیت میں مدینہ طیبہ کی پاکیزہ دادی کی طرف ہجرت کر کے آفتاب مصطفویٰ کی نور بنیر شعاعوں سے آنکھوں کے لئے متاع بصیرت حاصل کر کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ اُن چند آدمیوں میں سے تھے جو مکہ میں کفار کے ہاتھ اگوناگوں ذیتوں کے ہدف بنائے گئے۔ لیکن محبت الہی کے اتہاہ سمندر کی گہرائیوں میں پہنچے ہوئے اور زندگی ن مائع عز و ہر کو خدائے قدوس کے پاک ہاتھوں میں بیچ دیئے والوں کو وہ لہجے کی زد ہیں جو آفتاب کی آتش فشاں گرمی میں تھکے جسموں پر پہنا کر جھلکتے ہوئے پتھروں پر بٹھا دیئے جاتے، اسی مبارک سودے کو داپس نہ کر سکیں۔ اور جو آواز ایک دفعہ منہ سے نکل چکی تھی۔ اُسے اعدا و دین کسی سعی و کوشش سے بھی نہ دبا سکے۔ ناچار آپ نے تنگ آمد مدینہ طیبہ کا قصد کیا اور کفار نے بھی تعاقب کیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے ایک شدید کی کو اس کی دوستی سے باز رکھیں۔ لیکن صہیبؓ اپنا تیرکمان سنبھال کر ایک اونچی پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اور کفار کو دعوت بہادرت دینے ہوئے دیکھنے کی جوش پکارا۔ یا معشر القریش! تم بخوبی جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ قادر انداز ہوں۔ خدا کی قسم جب تک میرے پاس ایک تیر بھی باقی ہے۔ کہ نہ متنفس تم میں سے میرے پاس نہیں پھٹک سکتا اور اگر تیر ختم ہو جائیں گے پھر تلوار کے جوہر دکھاؤں گا۔ اور اگر تمہیں میرے آل کی ضرورت ہے تو میں تم کو اپنا مال بتلائے دیتا ہوں۔ کفار اس بات پر رضا مند ہو گئے کہ اگر تم اپنا مال بتلا دو تو تمہیں جھوٹ دیں گے۔ آپ نے اپنا مال جو کہ میں مخفی تھا۔ بتلا دیا اور اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ماجرا عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ راجع البیوع یا

ایا یحییٰ (ترجمہ) "اے صہیب تم نے سودا جیت لیا" اللہ میل شانہ نے اس واقعہ کو عالم آشکارا کر کے لئے فرمان نازل فرمایا۔ ومن الناس یشری نفسہا بتغاء موصنا ت اللہ واللہ ر ذل بالعباد (الآیہ) (ترجمہ) "بعض لوگ اپنے اللہ کی رضا کے لئے اپنے نفسوں کو دنیا والوں سے خرید لیتے ہیں۔ خداوند کریم اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ چار شخص سیاق ہیں۔ یمن عرب کا سابق ہوں صہیبؓ دم کا سابق ہے۔ سلمانؓ فارس کا سابق ہے اور بلالؓ حبشہ کا سابق ہے۔

حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں۔ ایک روز اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف فرما تھے۔ یمن حاضر ہوا۔ آپؐ کے سامنے تازہ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میری آنکھیں دکھتی تھیں۔ لیکن میں نے کھجوریں کھائی شروع کر دیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم کھجوریں کھا رہے ہو اور تمہاری آنکھ بھی دکھتی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ قرآن جاذب میں درست آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں۔ آپؐ مہنس دیئے۔ حتیٰ کہ آپؐ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے۔

آپؐ کی زبان میں لکنت بہت تھی۔ ایک دن صہیبؓ اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے۔ حضرت صہیبؓ نے زور زور سے پکارا۔ یناس، یناس۔ حضرت عمرؓ نے ساتھی سے فرمایا۔

اسے کیا ہو گیا ہے کہ لوگوں کو مدد کے لئے پکار رہا ہے ساتھی نے عرض کیا کہ حضرت! صہیبؓ تو اپنے غلام "یمنس" کو پکار رہے ہیں۔ لیکن لکنت کی وجہ سے یناس معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا صہیبؓ

تم میں اگر یہ تین باتیں نہ ہوتیں۔ تو تمہارے جیسا میں کسی کو نہ سمجھتا۔ ایک تو یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو عربی کہلاتے ہو۔

مدح صحابہ رضی اللہ عنہم

(از صاحبزادہ غلام دستگیر صاحب ناٹی لاہور)

کیا گیا ہے جب شیعی حضرات کافی دستبصار کی روایتوں کو بھی ماننے کو تیار نہیں تو ان احادیث کو کب مان سکتے ہیں۔ لہذا وہ اس رسالے میں اپنے آپ کو زبردستی مخاطب نہ بنالیں۔ یہ مجموعہ صرف اہل سنت کے افادہ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ (غلام دستگیر ناٹی)

مناقب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) خَيْرُ أُمَّتٍ قَرَّبَنِي شِعْرَ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمْ نِجْمُ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمْ الْخَيْرُ يَعْنِي مِيرَى أُمَّتٍ مِنْ سَبِّ سَيِّئِ الْمِيرَةِ أَصْحَابُ هِيَ - پھر تابعین، پھر تبع تابعین۔

(نوٹ) صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ ایک سو بیس برس۔ تابعین کا ایک سو ستر سال اور تبع تابعین کا دو سو بیس برس تک رہا۔ پھر فلاسفہ اور معتزلہ وغیرہ نے پیدا ہو کر کذب و خیانت اور بدعہدی سے کام لینا اور اسلام کھا کھا کر موٹا ہونا شروع کر دیا۔

نبیؐ سے ملنے والے یالیقین خیر الائمہ پھر ان سے ملنے والے اور پھر وہ جو ملے ان سے ایک اور حدیث میں اَلْكَوْمُؤَا اَصْحَابِي فَالْحَقُّ حِجَابٌ كَحُ الْخِزَارِ وَارِدٌ يَسِيْرٌ يَعْنِي سَبِّ صَحَابَةٍ كِيُوْنُكَوْدَه تَمَّ سَبِّ مِيْن نِيْكَ اور برگزیدہ ہیں۔ پھر ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کی تکريم بھی لازم ہے۔ کرو عزت صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہ وہ تم سے ہیں اچھے پھر ان سے ملنے والوں کی پھر ان کی جو ملے ان سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أَمْرِيَّ أَرَدْتُ بِهِنَّ حَدِيثًا فِيْ أَمْرٍ دِيْنِيْهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فَيَقِيْهَا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَافِعًا وَخَفِيًّا یعنی ہر شخص امت کے نفع کے لئے چالیس حدیثیں متعلق امر دین یاد کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ روز قیامت فقیہ اٹھائے گا۔ اور میں اس دن اس کا شفیع اور طاعت پر گواہ ہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر کئی حضرات نے مجموعہ چھل حدیث مرتب کر کے مسلمانوں کے فائدے کے لئے شائع کیا ہے۔ اس وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب کی اشاعت کی بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی قلمی مثنوی مشکوٰۃ شریف سے جو ہمارے جدی کتب خانہ میں موجود ہے مناقب صحابہؓ پر مشتمل چالیس حدیثوں کو نقل کیا اور فارسی سے اردو میں مفہوم ادا کر کے اشعار میں بھی توضیح کر دی تاکہ مسلمان احادیث یاد کر کے حضور علیہ السلام کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوں اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت نقش ہو جائے اور کسی دشمن و حاسد کے منہ سے نہ ٹٹے۔

چند سال ہوئے میں نے شیعوں کو "دعوتِ صلح" دی۔ "شیر و شکر" پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ اور اپنے اماموں کے قول پر بھی بغض و تعصب کو نہ چھوڑا۔ اب میں نے انہیں مخاطب کرنا چھوڑ دیا ہے اور یہ مجموعہ خالص اہل سنت کی مسئلہ حدیث سے مرتب

(۲) لَا تَسْئَلُ النَّاسَ مُسْلِمًا دَلَالِي أَوْ تَرَايَ مَن دَلَالِي

یعنی جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اُسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

وہ مسلم آگ سے آزار پر گزرا نہیں سکتا۔
نبیؐ کو یا صحابہؓ سے کسی کو جس نے بے دیکھا (تاری)

(۳) اللَّهُ لَا فِي أَصْحَابِي اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا

تَتَّخِذُ وَهُمْ غَيْرُ مَنَاقِبٍ بَعْدِي فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَيُحِبِّ

أَحِبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَيَبْغِضْهُمْ فَيَبْغِضْهُمْ وَمَنْ

أَذَى اللَّهُ فَيُحِبُّ شَيْئًا أَنْ يَأْخُذَ بِهِ يَعْنِي مِيرے اصحاب کے

معالی میں خلل سے ڈرتے رہو (دو بار یہی ارشاد فرمایا) یعنی ان کا ذکر تعظیم و توقیر سے کرو اور میرے ساتھ ان کی رفاقت کا حق

اداکرو۔ میرے بعد انہیں دشنام و عیوب کے تیر کا نشانہ نہ بننا۔ پس جو انہیں دوست رکھیں گے۔ وہ میری دوستی کے لحاظ سے

دوست رکھے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا۔ وہ میرے ساتھ دشمنی رکھنے کی وجہ سے دشمنی رکھے گا جو انہیں رنجیدہ کرے گا۔ وہ یقیناً

مجھے رنجیدہ کرے گا اور جو مجھے رنجیدہ کرے گا۔ وہ یقیناً خدا کو رنجیدہ کرے گا اور جو خدا کو رنجیدہ کرے گا۔ اُسے جلدی ہی خلدے

تعالے پڑے گا اور عذاب دے گا۔
اصحابِ مصطفیٰؐ سے بغض و حسد جو رکھے

دائم عذاب و دوزخ ہی میں رہ اس کو رکھے
(۴) لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ

مِثْلَ أَحَدِ ذَهَبًا أَوْ بَلَغَ مَدًّا أَحَدًا هُمْ لَا تَصِغَلُوا۔

یعنی میرے اصحاب کو سب (دشنام و تبرا) نہ کرو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا بھی سونا خیرات کر دے۔ تو وہ ثواب میں صحابہ کے ایک تہ نصف تک کو بھی نہیں پہنچتا۔

قابلِ عزت ہیں اصحابِ نبیؐ
بھول کر بھی تم نہ کرنا ان کی ذم
تم اُحد جتنا بھی دوسوا اگر

ہوگا نصف تہ سے بھی ان کے کم

(۵) أَصْحَابِي كَالْخَوَاصِّ يَأْتِيَهُمْ اقْتِدَارُكُمْ إِنْ هُمْ

يَعْنِي مِيرے اصحابِ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے۔ راہ پاؤ گے۔

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے اور ہدایت نبیؐ کے یاروں سے

ہے صحابہؓ کی امتدایں ہوا جو مخالف چلاتبہ ہوا

پھر فرمایا إِذَا تَرَى يَتَمُّ اللَّهُ مِنْ يَسْبُونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ۔ یعنی جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو دشنام دے رہے ہیں۔ تو کہہ دو کہ

شر پر خدا کی لعنت یعنی اس فعل کے بدلے تم خدا کی رحمت سے دور ہو۔

عَلَى شَرِّكُمْ میں اشارہ ہے کہ اگر فعل پر لعنت کرے (نہ کلمات پر) تو قرین احتیاط ہے۔

صحابہؓ پر کسی کو گرتبہ کرتے تم دیکھو تو کہہ دو تم یہی، لعنت خدا کی تیرے شر پر ہو

مناقب ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما
(۶) إِنَّ مِنْ النَّاسِ عَلَى فِي حُبِّتِهِ وَمَالِهِ الْكَافِرُ

یعنی جس نے لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رفاقت اور مال سے مجھ پر احسان کیا ہے، وہ یقیناً ابوبکرؓ ہے۔

جس نے تن من و حن سے کی ہے خدمتِ ختمِ اکمل ہاں وہ بے بو بکرؓ فرش و عرش پر ہے جس کا علی

نیز فرمایا مَالًا أَحَدًا عِنْدَ نَائِدٍ إِلَّا وَقَدْ كُفِّرَتْ مَالًا أَحَدًا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا إِنَّكَ فِضْلُ اللَّهِ

بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَقِّ یعنی ہمارے ساتھ جس کسی نے احسان اور نیکی کی۔ ہم نے اس کا عوض دے دیا سوائے ابوبکرؓ کے۔ اُسے اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کی جزا روز قیامت دیں گے۔

لے ایک چمیانہ جس میں دو کھن بھر دیکھ چلیا مظلہ آتا ہے۔

مدفون (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) وازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم) میرے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے (یعنی حشر میں سب سے پہلے ان کو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال نصیب ہوگا) پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ یہاں تک کہ حرمین (مکہ و مدینہ) کے درمیان سب میرے پاس جمع ہو جائیں گے۔
مدفون جو حبیبِ خدا کے قریب ہیں دنیا و آخرت میں وہی خوش نصیب ہیں (نامی)

(۱۰) يَا اَبْنَى الْحَطَّابِ ذَا الَّذِیْ لَفَضْنِیْ بِیْدِهِ مَا لَقِیْتُكَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا نَحْنًا قَطْرًا لَا سَلٰکَ نَحْنًا غَیْرَ نَحْنًا ۚ یَعْنِیْ اے عمر بن خطاب! مجھے اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر شیطان تجھے کشادہ راہ میں بھی گامزن پائے۔ تو وہ راستہ ہی چھوڑ جاتا ہے جس پر تم چل رہے ہو۔
یعنی وہ تیرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

رسول اللہ کا فرمان یہ جو شجرہ سنا تا ہے (نامی)
عمر رضی اللہ عنہ جس راہ پر ہوا اس کے شیطان بھاگتا ہے
نیز فرمایا: اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُو۔
یعنی اے عمر رضی اللہ عنہ! بے شک تجھ سے شیطان خوف کھاتا ہے
ہاں عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رحمان ہے
لرزہ بر اندام اُس سے ہر گھڑی شیطان ہے
(۱۱) اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔

نبی برحق نے کہہ دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں جو عین حق ہے (نامی)
دل و زبان عمر رضی اللہ عنہ پر حق ہے نہیں شکائیں دواد حق ہے
(۱۲) لَوْ کَانَ بَعْدَیْ نَبِیٌّ لَّکَانَ عُمَرُو ابْنَ الْحَطَّابِ
یعنی میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

اُنت کو دیگے ہیں یہ تین خبریں
ہوتا جو میرے بعد تو ہوتا عمر رضی اللہ عنہ

دے ہم نے اُوروں کے احساں اُتار
عرض دے گا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کردگار (نامی)

(۱۳) لَا یَنْتَبِیْ لِقَوِّیْمٍ فِیْهِمَا اَبُو بَکْرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُمَا غَیْرُکَ ۚ یَعْنِیْ حضرت نے مرض موت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جس قوم میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں، اُس کے لئے یہاں نہیں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اس کا کوئی اور امام ہو (اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قَدْ مَلَکَ تَرَسُّوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ مَعْنِیْ اَمْرٍ دُنِیًّا فَمَعْنِ الَّذِیْ یُؤْخَرُ اَوْ فِیْ دُنِیَّا ۚ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دینی کام میں مقدم رکھا تو آپ کو ہمارے امور دنیا میں مؤخر رکھنے والا کون ہے؟

نہیں تھا کسی کا حق اور کام
کہ صدیق کے ہوتے بنتا امام (نامی)

(۱۴) اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَ صَاحِبِیْ عَلَی الْوُحُوشِ
یعنی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم غار ثور میں میرے رفیق تھے اور وحوش کوثر پر بھی جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔

غار میں جو تھے محمد کے شفیع
وحش کوثر پر بھی وہ ہونگے رفیق (نامی)

پھر فرمایا اَمَّا اَنْتَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ۔
یعنی اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تحقیق تم ہی میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

سب سے پہلے داخل جنت ہو گا اُمتی

نام نامی اس کا ہے ابو بکر صدیق نبی

(۱۵) اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ اِلَّا مِنْ شَرِّ اَبُو بَکْرٍ شَرُّ عُمَرَ شَرُّ اَبِیْ اَهْلِ الْبَقِیْعِ فِیْ عَشْرِ وَاثْنِیْ شَرُّ اَنْتَ ظَمُّ اَهْلِ مَكَّةَ حَتّٰی اَحْشَرُ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ۔
یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے میں سے اٹھوں گا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ (جو حضور کے ساتھ ہنزہ وصفہ کے نیچے انجن آرا ہیں) (نامی) پھر جنت البقیع کے

(۱۲) فَأَقْتَدُوا بِمَا لَدَيْنَا مِنْ بَحْتٍ لِي أَتَى بِكُمُ
عُمَرُ - یعنی متابعت اور پیروی کرو میرے بعد ان دونوں
کی یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ کی (یہی میرے بعد غلیظ ہو گئے)

۵ کی وصیت یہ رسول اللہؐ نے میرے درجہ
پیروی کرنا ابو بکرؓ و عمرؓ کی میرے بعد

(۱۳) عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْأَبُو بَكْرٌ
وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ بَعْضِهِمَا وَالْآخَرُ عَنْ
شِمَالِهِ وَهُمَا خَذُّ يَدَيْهِمَا فَقَالَ
هَكَذَا تَبَعْتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - یعنی ابن عمرؓ
روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے
سے محل کر مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ
میں سے ایک آپ کے دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں
جانب۔ اور آپ نے ان دونوں کے ہاتھ اپنے دست
مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت
کے دن اسی طرح اٹھیں گے ۵

زندگی میں اور بعد از موت بھی

ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ یا ربی ۲

حشر میں بھی وہ اٹھیں گے ایک ساتھ

ہو گا ان کے ہاتھ میں دونوں کا ہاتھ (آئی)

(باقی آئندہ)

ترسیل زر

بنام منشی غلام حسین منیر شمس الاسلام

جامع مسجد بھیرہ (پنجاب)

ہونی چاہیے

(۱۳) اللَّهُمَّ أَتَيْدَ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ - یعنی اے
اللہ! عمرؓ کو مشرف باسلام کر کے اسلام کی مدد فرما
دعا حضرت نے کی اسلام لے آئے عمرؓ
گری اعداء پہ بجلی سی گئے صد سے مرفور

(۱۴) أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَتَيْدَا الْكَهُولِ أَهْلُ الْجَنَّةِ
مَنْ أَلاَ وَلَيْنَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا الْبَيْتَيْنِ وَالْمُرْسَلَيْنِ -
یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں تمام اگلے پچھلے بڑھے
جنتیوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

نکتہ :- شباب کا عہد ۳۳ سال تک اور کہولت
کا ۱۵ برس تک شمار کیا گیا ہے جن میں کو نوجوانان
جنت کا سردار فرمایا گیا ہے۔ یہ سردار بڑی ذہنی عمر کے
محاط سے ہے۔ ورنہ بہشت میں کسی کی پیرائہ شکل نہ ہوگی۔
۵ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں جنتی سردار سب سے بڑے عمر کے
مگر ماں وہ نہیں سردار بنیوں اور رسولوں کے

(۱۵) هَذَا ابْنُ السَّمْعُ وَالنَّبِيُّ - یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کو دیکھا اور فرمایا۔ یہ دونوں میرے
کان اور آنکھیں ہیں ۵

کا و دین و مسلمین میں میرے یہ سب و بصر (آئی)

سننے حق ہیں دیکھتے بھی حق ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ

(۱۶) مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ
السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ فَا مَسَا
وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ
وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ - یعنی ہر نبی کے آسمان والوں اور زمین والوں
میں سے دو وزیر ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر
جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمینی وزیر ابو بکرؓ و عمرؓ
یعنی میں ان کی مشاورت سے مہات الامور سرانجام
دیتا ہوں ۵ اور جبرائیل و میکائیل سے ہے مشورہ انکا
اور صدیق اور فاروقؓ سے ہیں انجن آرا

ماہنامہ فرض

قرآن مجید اور شیعہ

(۴)

(۱) مولانا حکیم پیر عبدالحق صاحب نزہل امت سے
کیونکہ (۱) تحریف قرآن کی روایات کے انکار سے
مسئلہ امت کی روایات بھی غیر معتبر نظر آنے لگیں۔ اس
لئے کہ وہ تحریف کی روایات سے زیادہ نہیں ہیں اور
خلافت بلا فصل ہی کی تحریف قرآن کی روایات گھٹنے
کا باعث ہوا تھا۔ (۲) علم الہدے نے ایک بڑی دلیل
عدم تحریف کی یہ پیش کی کہ صحابہؓ کے قرآن میں قرآن کریم
کی حفاظت اور ضبط میں بے نظیر توجہ کی گئی پس قرآن
کا محرف ہونا تقریباً محال تھا۔

ان چاروں محققوں کی اس قسم کی گفتگو سے جب
قرآن ہر قسم کی تحریف سے پاک متصور ہوا۔ تو مندرجہ ذیل
امور سب افسانہ بن گئے۔ (۱) حضرت علیؓ کا قرآن کو
جمع کرنا اور صحابہ رض کے سامنے پیش کرنا اور موجودہ قرآن
کو دیکھ کر ناراض ہونا بے اصل ٹھیرا۔

(۲) موجودہ شیعوں کا یہ کہنا کہ اصلی قرآن اہم کتاب
کے پاس ہے، غلط ہوا

(۳) حضرت عثمان رض پر احراق مصاحف کا طعن
بے سود ہو گیا۔

(۴) عدم تحریف کے قائل ہو کر یا تو موجودہ قرآن
کا قائل ہونا پڑے گا یا پھر ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب
اور عثمان غنی رض پر اعتبار کرنا پڑے گا۔ اور ان کو کافر
منافق کہنے سے توبہ کرنا پڑے گی۔

(۵) خلافت کا غصب رسولؐ کے دسی سے
غلط ماننا پڑے گا۔

(۶) اور اس قسم کے قرآنی فتائم کرنا کہ مثلاً لوگ
سب اصحاب ثلاثہ کے زیرِ نگیں ہو چکے تھے کوئی ان کا
مذہب نہ تھا۔ حتیٰ کہ وحی رسولؐ کو باوجود ان کی بے نظیر
بہادری کے ان کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹ کر ابو بکرؓ
کے پاس لے جانا اور ان کی بیعت پر مجبور کرنا۔ اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی نفوذ باللہ منہ سخت
بے حرمتی کرنا ان کے شکم مبارک پر لات مار کے حمل
کرانا سب واہیات باتیں تسلیم کرنی پڑیں گی۔ کیوں کہ
سب کچھ اس واسطے تصنیف کیا گیا تھا کہ اصحاب ثلاثہ
کا تصرف قرآن کے محرف بنانے میں ثابت کر سکیں۔
جب قرآن ہی غیر محرف تسلیم کر لیا تو ان جملہ حیلوں کی
کوئی ضرورت نہ رہی۔

اب شیعوں کی آنکھ کھلی کہ صدوق طوسی وغیرہ
نے کیا غضب ڈھایا۔ چنانچہ متاخرین شیعہ
میں خوب کھلبلی مچی۔ بدیں وجہ سید محمد مجتہد بن سید الدار
علی مجتہد نے ضرورت حیدریہ جلد دوم ص ۱۷ میں یوں
لکھا :-

”بریں تقدیر تکفل جناب ولایت آب برائے

جمع قرآن و اشتغال آل جناب بہ تربیت

آں بعد وفات جناب رسالت مآب کہ از روایا

متواترہ متفق علیہا بین المحزبین ثابت است

عبث و نفوٹ محض ہے شود“

اور ناظرین سے مخفی نہ رہے کہ بادی النظر میں بیشک
معلوم ہوگا کہ شیعوں کے ان چار بڑے افسروں نے
جو موجودہ قرآن کو غیر محرف تسلیم کر لیا۔ گو یا کہ مذہب شیعہ
کی بڑکاث دی۔ لیکن جب اس معاملہ میں خوب غور کیا
جائے تو انہوں نے بڑی حکمت عملی سے کام لیا ہے۔
وہ دیکھتے ہیں کہ اگر اس موجودہ قرآن کو محرف کہیں تو
شیعوں کے پاس ہجرۃ کی احادیث کے جو جھوٹے

کو ضرورت ہے اور ان کے پاس جفر اکبر و جفر اصغر ہوگا اور وہ مینڈھے کی کھال ہے جس میں تمام علوم ہیں حتیٰ کہ خراش بدن کی ریت اور حتیٰ کہ ایک تازیانہ نصف تازیانہ اور تھائی تازیانہ اس میں ہے اور ان کے پاس مصحف فاطمہ ہوگا“ (انہی)

شیعوں کی اس بے کسی کو دیکھ کر ایک اور روایت گھڑی گئی کہ اگر شیعہ صاحبان گریہ و زاری زیادہ کیا کریں تو امام غائب بعد اس سامان عجیب کے جلدی باہر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ حاشیہ ترجمہ شیعہ ص ۳۶۵ فیضی میں لکھا ہے حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا انہوں نے حضرت سارہؑ سے ذکر کیا انہوں نے کہا۔ اِنَّكَ لَا تَرَكَ اَنَا عَجُوزًا دیکھیں بچہ جنوں ملے گی میں تو بڑھیا ہوں) خدا تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب اس سے بچہ پیدا ہوگا۔ اور چونکہ اس نے میرے کلام پر تعجب ظاہر کیا ہے اس لئے چار سو برس اس کی اولاد کو عذاب پہنچے گا۔ امام فرماتے ہیں۔ جب بنی اسرائیل پر عذاب زیادہ ہوا تو چالیس روز تک انہوں نے خدا کے حضور میں بہت گریہ و زاری کی خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کو دعا فرمائی کہ ہم ان کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دے دیں گے اور ان چار سو برس میں سے ایک سو ستر برس کم کر دیں گے۔ راوی کہتا ہے پھر حضرت نے یہ فرمایا کہ اسی طرح ہمارے شیعہ اگر گریہ و زاری کریں تو خدا تعالیٰ قائم آل محمدؑ کا ظہور جلد فرمائے گا۔ ورنہ وقت مہمود ضرور پورا ہوگا۔ غالباً اسی وجہ سے شیعہ صاحبان شب و روز غار سامرہ کے سامنے گریہ و زاری کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ عجیب ہے کہ امام کی اس فریضی قیام گاہ پر خوش اعتقاد اصحاب گھوڑا یا فخر

راویوں سے مروی ہیں۔ کوئی قطعی چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑی ہو، کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر قرآن صلیٰ کہیں ہوگا۔ یا جفر ابیوسف سفید صندوق) یا جفر احمد (سرخ صندوق) یا دیگر کتب تاویہ قدرت، انجیل، زبور وغیرہ یا دیگر مورثت انبیاء علیہم السلام یا مصحف فاطمہؑ یا کتاب جامعہ بہر حال جو کچھ بھی ان کے پاس بقول ان کے تھا۔ وہ تو سب امام غائب کے پاس ہے۔ پھر سوائے کافی وغیرہ حدیث کی کتابوں کے دوسری کوئی چیز نہ رہی جس کو وہ اللہ تعالیٰ کا کلام کہہ سکیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے کوشش کی ہے کہ ائمہ کو یہ درجہ حاصل ہو جائے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے متعلق تھا مگر یہ بن نہیں آئی۔ پس طبری صندوق طوسی وغیرہ نے سوچا کہ اگر قرآن موجود نہ ہو تو شیعوں کا سامان سامان تو امام غائب کے پاس ہے موجود تو صرف ان کے پاس زرارہ اور مختار اور بنان اور بغیرہ بن سیدہ اور محمد بن بشیر جیسے کذابین کی افترا پردازیاں ہیں جن کو آج کل کے شیعہ حدیث سمجھتے ہوئے ہیں۔ اور ان سب پر رجال کشی ص ۱۹ میں فرداً فرداً امام رضاؑ نے لعنت فرمائی ہے۔

قرآن صلی کہاں ہے | طبری نے کتاب الاحیاج ص ۲۲ میں نقل کیا ہے

کہ ”امام زمان کے پاس رسول اللہ کا سلاح و تلوار اور ذوالفقار ہوگی اور ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا۔ جس میں روز قیامت کے شیعوں کے نام ہوں گے اور ایک اور صحیفہ ہوگا۔ جس میں روز قیامت تک کے ان کے دشمنوں کے نام ہوں گے۔ اور ان کے پاس کتاب جامعہ ہوگی۔ جو ایک صحیفہ ہے۔ جس کا طول شراذہ ہے۔ اسی میں وہ سب کچھ ہے جس کی بنی آدم

یا گدھال کے کھڑا دیکھتے ہیں۔ کہ جب امام باہر نکلے تو فوراً اس پر سوار ہو جائے۔ صبح و شام چند ساعت ان مقامات میں کہ جہاں جہاں سے امام کے نکلنے کی توقع ہے۔ انتظار کر کر کے تنگ جاتے ہیں تو گھبرا گھبرا کر آوازیں لگاتے ہیں "یا مولانا اخرج" یعنی حضرت باہر تشریف لائیے۔ اس وقت یہ لوگ مسلح ہوتے ہیں۔ مگر مولانا اندر سے جنبش نہیں کھاتے۔ بعض خوش اعتقاد شیعہ اپنا زیادہ وقت وہیں گزارتے ہیں جتنی کہ اس خوف سے نماز تک نہیں پڑھتے کہ ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور وہ باہر نکل آئے اور پھر ہم اس طرح کافی استقبال نہ کر سکیں جو لوگ امام منتظر کے مسکن سے دور کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہ زیادہ تر رمضان کے آخری دس دن میں مشرق کی طرف منہ کر کے صبح و شام غل مچایا کرتے ہیں "یا مولانا اخرج"

بھلا اگر بالفرض اس غار میں کوئی شخص چھپا ہوا ہوتا بھی لیں۔ تو اس کو آوازیں دے دے کر کیوں تنگ کرتے ہیں۔ جب خدا کا حکم ہو جائے گا۔ ودا زود آجائے گا۔ نہ خچر کی ضرورت نہ گڑھے کی اس کی سواری۔ تو اللہ کی طرف سے ہوگی جس طرح قرآن کو محرف جاننا شیعہ مذہب میں ضروری ہے اسی طرح اس امام معدوم پر ایمان لائے بغیر ان کا دین کامل نہیں ہوتا۔ شیعہ کے ان چاروں رہنماؤں نے ادھر تو یہ دیکھا کہ قرآن اصلی تو کیا باقی سب کچھ بھی امام غائب ہی کے پاس ہے۔ اور حدیث کی کتب جو اکاذیب کذابین کا مجموعہ ہے۔ ان کے لئے وہ ایک اصول ترمایش بیٹھے جو قرین قیاس تھا۔ چنانچہ وہ اصول یہ ہے۔ تہذیب الاحکام مطبوعہ ایران جلد ثانی کتاب المکالمات میں ہے۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور انہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تمہارے پاس ہم سے کوئی حدیث آوے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو۔ پس جو کتاب اللہ کے دوائی ہو، اسے لے لو اور جو اس کے مخالف ہو، اسے پھینک دو۔ یا ہم پر رد کرو!"

اس کے علاوہ کافی دیگر روایات ہیں جن کا نفاذ یہی ہے کہ جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہے۔ وہ لے لو باقی پھینک دو۔ سب کے ذکر سے طول تھا۔ اس واسطے مشتے نمونہ از خروار سے یہ اکتفا کیا گیا پس جب صحت حدیث کا معیار قرآن کریم ٹھہرا تو شیعوں نے بنائیں جھانکنی شروع کر دیں۔ کہ ہماری حدیث کی صحت یا عدم صحت کس طرح معلوم کی جائے اور جب تک ان کی صحت کا علم نہ ہوا۔ اس پر عمل کیسے ہو اور کس منہ سے اتباع الہدیت اور اتباع رسول پاک کا دعوے کر سکیں اور جب کہ مذہب کا سارا سامان امام غائب کے پاس ہو۔ حدیث رنگینی غیر مصدق تو طبری اور صدوق علم الہدیٰ اور شیخ الطائفہ نے عقیدہ تحریف قرآن سے قدم سمیٹنے شروع کئے۔ اسی قسم کی دوسری مجبوریوں نے ان کو عدم تحریف کا قائل بنایا۔ کیونکہ قرآن موجود کو محرف کہنے کی صورت میں کوئی بنیادی جہر نہیں ملتا جس پر مذہب شیعہ کی بنیاد قائم کر سکتے ہیں درحقیقت ان چاروں نے مذہب شیعہ کی جڑ نہیں کاٹی بلکہ جڑیں لگا دیں۔ ورنہ اندھا دھند تحریف قرآن کہتے چلے آئے تھے۔ انہوں نے بنیاد تو اسی قرآن کو جو پر رکھی اور تحریف سے منکر ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنی شروع کیں اور جو وہ شیعہ اسی کو رو رہے ہیں۔ کہ آئے پھر تو سب دھوکا ہی فتول گیا۔ قرآن غیر محرف مانا تو قرآن کے جامع

اور ناشرب کی تصدیق اور تصویب ہو گئی۔ مصحف فاطمہ مصحف علی اور ان کی تکالیف کے (غیر واقعی) قصے سب ضائع ہو گئے، بغیر وغیرہ۔ لیکن وہ چاروں اسلام کے دانا دشمن تھے۔ انہوں نے ان فردعات کو تو الگ چھوڑا اور جابلوں کو کہہ دیا کہ تم ان کی رٹ سال بسال لگا کر تعزیر داری کر کے سنیوں کے کافوں میں تازہ رکھا کرو۔ اور خود انہوں نے انہیں چھوٹی حدیثوں کو موجودہ قرآن (جس کو وہ اصلی قرآن کہتے تھے) تاکہ حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کر کے ٹھیک ثابت کر لیں) پر پیش کیا اور تاویلات کے ذریعہ ان کو حدیث کہتے تھے۔ اب گویا اہل سنت کی طرح ان کے ہاں بھی کتاب اللہ نمبر ایک حدیث نمبر دو اقوال ائمہ مہربین وغیرہ وغیرہ مذہب کے بنیادی پتھر بن گئے اور اس پر شیعوہ مذہب کی عمارت کا سلسلہ تیار ہوا۔

شیعوہ مذہب والوں نے بجائے اس کے کہ انکا شکریہ ادا کریں۔ ان کی حرمت کو قائم رکھتے ہوئے ان کے کلام میں تاویلیں کیں اور ثابت کیا کہ گوانہوں نے قرآن غیر محرف کا لفظ کہا ہے مگر ان کی مراد یہ موجودہ قرآن نہ تھا۔ چنانچہ ان تاویلات رکیکہ یا رقیقہ وانیقہ کو ہم ذیل میں مدج کر دیں گے جس سے نادان دوستوں کی دوستی کی حقیقت طشت ازبام ہوگی۔ کہ کس طرح انہوں نے دانا دوستوں کی ناک مروڑی ہے۔ گویا کہ مقصود ان سب کا ایک ہے اس کے حصول کے طریقے الگ الگ ہیں۔ مقصود تو ان سب اہل تشیع کا یہی ہے کہ اہل بیت کی محبت کی آڑ میں تعلیمات اسلامیہ کو بالکل صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور چند یہودیہ روایات کے سوا اسلام ایسے بلند محل میں کچھ نظر نہ آئے۔ پس پھر

جس چیز کا بھی مطالبہ ہو، اس کا جواب صرف یہی ہوگا کہ امام قائم کے پاس ہے وہ لادیں گے۔ جب ظاہر ہوئے۔ قرآن موجودہ کو محرف قرار دے کر خلافت بلا فصل کا جھگڑا ڈال کر یزید کے کردار کو اہل حق کے سر قیوب کر دیکو کہ قاتلانِ امام حسینؑ سب شیعہ تھے) اور انکی قسم کے طریقوں سے اسلام کے اس عظیم الشان محل کو مٹانا چاہا تھا۔ اس مقصود کے حصول میں اختلاف ہو گیا چاروں رہبر مذکورہ جو عجم تحریف کے قائل ہیں۔ وہ دوسرے دھتے ہیں۔ کہ موجودہ قرآن کو محرف نہ کہہ ساول تم اہل سنت کے مقابلے میں ایک ایسا ہی عظیم الشان مذہب تصنیف کر لو۔ خواہ جھوٹا ہی ہو۔ تب ان سے مقابلہ کرو اور ان کو یلپامیٹ کر کے ساری دنیا کے سامنے اپنا ہی مذہب رکھ دو۔ پس پھر تم ہی تم ہو اور جب تک تمہارے مذہب کی بنیاد ہی کسی چیز پر نہیں نہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ تو صرف برغیہ فوانی پر کون کان دھرتا ہے۔ ان کی نظر بڑی گہری اور سوچ بڑی لمبی ہے۔ اس واسطے انہوں نے اسلام کو مٹانے کی خاطر نہ کہ اسلام کو قائم رکھنے کے لئے) یہ کہنا شروع کیا کہ ہاں ہاں یہی قرآن ٹھیک ہے محفوظ ہے۔ غیر محرف ہے۔ مین اس وقت میں جبکہ شیعہوں کے کئی قرآن اپنے باطل مذہب کی عمارت ان بنیادوں پر قائم کر چکے تھے کہ قرآن کو امام غائب لے گئے۔ موجودہ قرآن محرف ہے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ ائمہ طاہرین کی طرف بناوٹی باتیں نسبت کر کے قیاس کھا کھا کر ان کو اصلیت کا رنگ دے کر پیش کیا۔ جہاں بات لڑائی۔ وہاں فوراً حدیث عن ابی جحضر ٹھہری۔ ان چاندوں نے جب اہل سنت کے مذہب کی روشنی اور کامیابی اور نور دیکھا تو آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ چنانچہ انہوں نے بنیاد تو اسی باطل مذہب کی رکھی۔ مگر اس مہول پر کہ کلمہ حق ابراہیم علیہ السلام

اور ناشرب کی تصدیق اور تصویب ہو گئی۔ مصحف فاطمہ مصحف علی اور ان کی تکالیف کے (غیر واقعی) قصے سب ضائع ہو گئے، بغیر وغیرہ۔ لیکن وہ چاروں اسلام کے دانا دشمن تھے۔ انہوں نے ان فردعات کو تو الگ چھوڑا اور جابلوں کو کہہ دیا کہ تم ان کی رٹ سال بسال لگا کر تعزیر داری کر کے سنیوں کے کافوں میں تازہ رکھا کرو۔ اور خود انہوں نے انہیں چھوٹی حدیثوں کو موجودہ قرآن (جس کو وہ اصلی قرآن کہتے تھے) تاکہ حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کر کے ٹھیک ثابت کر لیں) پر پیش کیا اور تاویلات کے ذریعہ ان کو حدیث کہتے تھے۔ اب گویا اہل سنت کی طرح ان کے ہاں بھی کتاب اللہ نمبر ایک حدیث نمبر دو اقوال ائمہ مہربین وغیرہ وغیرہ مذہب کے بنیادی پتھر بن گئے اور اس پر شیعوہ مذہب کی عمارت کا سلسلہ تیار ہوا۔

شیعوہ مذہب والوں نے بجائے اس کے کہ انکا شکریہ ادا کریں۔ ان کی حرمت کو قائم رکھتے ہوئے ان کے کلام میں تاویلیں کیں اور ثابت کیا کہ گوانہوں نے قرآن غیر محرف کا لفظ کہا ہے مگر ان کی مراد یہ موجودہ قرآن نہ تھا۔ چنانچہ ان تاویلات رکیکہ یا رقیقہ وانیقہ کو ہم ذیل میں مدج کر دیں گے جس سے نادان دوستوں کی دوستی کی حقیقت طشت ازبام ہوگی۔ کہ کس طرح انہوں نے دانا دوستوں کی ناک مروڑی ہے۔ گویا کہ مقصود ان سب کا ایک ہے اس کے حصول کے طریقے الگ الگ ہیں۔ مقصود تو ان سب اہل تشیع کا یہی ہے کہ اہل بیت کی محبت کی آڑ میں تعلیمات اسلامیہ کو بالکل صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور چند یہودیہ روایات کے سوا اسلام ایسے بلند محل میں کچھ نظر نہ آئے۔ پس پھر

انہوں نے اعلان کیا کہ قرآن کو ہم سب غیر محرف مانتے ہیں کیوں کہ قرآن اول میں اس کی بے نظیر حفاظت کی گئی وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ راز ہم ادھر بتائے ہیں کہ یہوں ان کو اپنی جماعت کی مخالفت کرنی پڑی۔ انہوں نے جماعت کو دیکھا کہ ماشاء اللہ سب تقیہ باندہ متعہ کے شوقین حضرات اہل کوفہ کی طرح محبت اہل بیت کے نشے سے سرشار ہیں تو ان کو مذہب شیعہ کے سندس ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوا۔ فوراً ایک علم اصول گھڑا گیا۔ اس میں یہ تجویز پاس ہوئی کہ کوئی حدیث مقبول نہیں جب تک کتاب اللہ پر اس کو پیش نہ کیا جاسے اگر کتاب اللہ کے موافق ہو تو منظور، ورنہ نامنظور۔ اس عرض سے کتاب اللہ ڈھونڈھی کہ احادیث اس پر پیش ہو سکیں تو کتاب اللہ کو جماعت شیعہ نے غائب سرمن راجی میں بھیج دیا ہوا ہے۔ اب ان کو مجبوری یہ لاحق ہوئی کہ اگر موجودہ قرآن کو محرف کہیں تو اپنی حدیث کس طرح جانچیں، پرکھیں۔ نہ ان کے پاس قرآن نہ حدیث نہ اور کچھ۔ کیا کسی کو دکھلائیں۔ بس اس وقت دوتے ہوئے یہ تو کہہ سکتے تھے کہ مذہب کو تو جبریل نے اولاً لانے میں ہی بدفالی کر دی۔ لانا تھا علی رضہ کے پاس، بوجہ مشابہت شکل کے لے گیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس۔ اس پر بھی ہمیں امید رہی کہ خیر مذہب تو آ ہی گیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی علی رضہ کو بل جاوے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے علی رضہ تک پہنچنے سے پہلے ہی مذہب کو غائب کر دیا۔ اور خود علی رضہ کے پاس جو چھوڑا بہت تھا، اس کو امام غائب نے صاف کر دیا۔ اس بے کسی کے منظر کو دیکھتے ہوئے ان چاروں صاحبوں نے فوراً اعلان کر دیا (علیٰ رغم الف شیعتہم) کہ قرآن موجودہ اسی طرح محفوظ ہے۔ غیر محرف ہے جس طرح اہل سنت کہتے ہیں

اسی طرح صحیح ہے۔ پس انہوں نے کتاب اللہ کو شیعہ بلڈنگ میں موجود کر لیا۔ اس کے بعد قانون مذکور جو فطرتی ہے۔ اس کے بموجب حدیث کو بھی کتر بونت کر کے موجود کر لیا۔ پھر علم اصول بنا لیا۔ فقہ کی کتابیں گھڑ لیں جن میں سب احکام کی بنیاد عن ابی جعفر ہے۔ قرآن پر نہیں۔ مگر کہنے کو اپنے ہاں قرآن موجود کر لیا۔ انہوں نے اس عقل مندی سے شیعہ مذہب کا ڈھانچہ تیار کیا۔ مگر بے وقوف دوستوں نے ان کے اس راز کو نہ سمجھتے ہوئے اس کو عجیب خیال کیا۔ اور اس کی تاویل کے درپے ہو گئے اور بادشاہ کے باز سے جو سلوک بڑھیا نے کیا تھا، وہ کر کے ان کے کلام کو موڈل کیا۔

حکایت

بادشاہ کا باز آ کر کسی بڑھیا کے گھر میں چلا گیا تھا۔ اس نے اس کو پکڑ کر غور سے دیکھا تو کہنے لگی کہ پرندہ کیسا خوبصورت ہے۔ مگر رکھا ہوا کسی بد تیز کا ہے۔ کیسی ٹیڑھی چو پچ ہے اور کیسے ٹیڑھے ناخن ہیں۔ اس نے قینچی سے سب کاٹ دیئے۔ گویا اس کو شکار سے معطل کر دیا۔ اتنے میں شاہی باز کے متلاشوا وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے باز کو اس قطع و برید کے بعد پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے حیرانی سے اس فلسفے کو معلوم کرنا چاہا۔ کہ کس نا پر باز کے ناخن و چو پچ کاٹ دیئے گئے۔ بڑھیا نے اسی قسم کے داہیات خیالات کا اظہار کیا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ تو بادشاہ نے کہا کہ تو نے میرے باز کا ستیاناس کر دیا۔ بعینہ وہی حالت نعمۃ اللہ جناب نری وغیرہ متاخرین شیعہ نے صدوق علم الہدیٰ شیخ الطائفہ اور طبرسی کی اس عظیم الشان تحقیق سے کی۔ گویا کہ ان کے سر پر یہ ہوا سوار ہے کہ اگر قرآن غیر محرف ہے، ناگیا۔ تو سنیوں نے فوراً یہ

کہہ دینا ہے کہ شیعی صاحب خلافت بلا فصل جیسا
عظیم الشان اصولی حکم کہاں قرآن میں ہے۔ وضو
نماز کے مسائل تو قرآن میں مذکور ہوں اور خلافت
علیؑ جو مقصود ہی چیز ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں نہ ہو۔
بس اس ڈر سے سب یوں کہنے لگے کہ یہ قرآن ہی
پورا نہیں دیکھیں کہ کونسی اپنے اس مسئلے کو کونسی ہی
طریقے سے ثابت کر لیتے۔ مگر چور کی ڈاڑھی میں تمکنا
یہ باتیں علم الہدیٰ صدوق وغیرہ کو بھی کھٹکتی ہیں مگر
چونکہ وہ اپنا ماحول دیکھ کر قدم اٹھاتے ہیں۔ اس لئے
وہ قرآن کو تو غیر محرف ہی کہتے ہیں اور یہ نادان دوست
ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے تب وہ کہتے ہیں۔ حدیث
ثقلین کو جب تم سب شیعہ تسلیم کر چکے تو یہ عدم
تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں کہ ہر زمانے
میں قرآن موجود ہے۔ تاکہ اس سے تمسک ہو سکے۔
ورنہ یہ حدیث لغو ہوئی جاتی ہے۔ مگر واہ رے تفسیر
صافی والے علامہ محسن کا شئی! آپ فرماتے ہیں کہ قرآن
کے ہر زمانہ میں موجود ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ
جميع قرآن کو ائمہ کے پاس محفوظ و موجود ہو اور حسب
ضرورت اس کا ایک حصہ ہمارے پاس ہے۔ حالانکہ
بچہ بھی سمجھ سکتا ہے (بشرطیکہ شیعوں کا نہ ہو) کہ اُمت
کو سارے قرآن سے تمسک کا حکم حدیث ثقلین میں
ہے۔ نہ کہ قرآن کو ائمہ اپنے پاس بند کر لیں چرٹے
کے تھیلوں میں اور اُمت گمراہی میں رہے اور قرآن
محرف بغلوں میں لئے پھریں۔ نیز یہ کہ موجودہ قرآن
جب محرف ٹھہرا۔ تو وہ اصلی قرآن کا ایک حصہ کہاں
رہا۔ اس کو تو قرآن سرے سے کہنا ہی غلطی ہے پس
جب قرآن دنیا میں موجود ہی نہیں۔ تو کس چیز کے
متعلق خطاب فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
انی نادک فیکم الثقلین الخ میں تمہارے اندر کتاب اللہ

اور عترت چھوڑتا ہوں۔ اگر ان سے تمسک کرو گے تو
میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ قرآن تو بقول شیعہ ختم ہو گیا
پھر حدیث کا مفاد ان کے نزدیک کیا ہو گا۔ جو چار
تحققین قرآن کے غیر محرف ہونے کے قائل ہیں۔
انہوں نے اپنے شیعہ کو سمجھایا ہے کہ یا تو اس متواتر
روایت سے ہاتھ دھوئے پڑھیں گے یا قرآن موجودہ
کو غیر محرف کہنا ہو گا۔ اس کے لئے محقق کا شئی کا جواب
تو اوپر مذکور ہوا اور اس کا جواب الجواب بھی ہم نے
عرض کر دیا۔ اب ذرا نعمت اللہ ہزاری کی تحقیق ملاحظہ
ہو وہ فرماتے ہیں کہ قرآن ہے تو محرف مگر نماز اس
سے جائز ہے بلکہ اس کے بغیر باطل ہو جاتی ہے۔
احکام سب اس کے قابل قبول ہیں۔ چنانچہ انہی
یہی عبارت کا ترجمہ کتاب الانوار سے نقل کرتا ہوں
فرماتے ہیں: اگر تو اعراض کرے کہ قرآن موجود ہیں
باوجود اس کے محرف ہونے کے قرأت کیسے جائز
ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ اخبار ائمہ میں وارد ہے
کہ انہوں نے اپنے شیعوں کو نماز وغیرہ میں اسی
قرآن کے پڑھنے اور اسی کے احکام پر عمل کرنے
کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ امام زمان ظاہر ہوں
اس وقت یہ قرآن لوگوں کے ہاتھوں سے آسمان
پر چلا جائے گا اور وہ قرآن مکمل آئے گا۔ جیسے
امیر المومنین نے جمع کیا تھا۔ پس وہ پڑھا جائیگا۔
اور اسی کے احکام پر عمل کیا جائے گا۔ کلبنی نے
بالاسناد روایت کی ہے کہ سالم بن سلمہ نے کہا کہ
ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے قرآن
کے حروف اس طرح پڑھے کہ لوگ ویسا نہیں
پڑھتے۔ حالانکہ اس میں سن رہا تھا۔ پس امام نے
فرمایا پس اس قرأت سے باز آ اور پڑھ جس طرح
لوگ پڑھتے ہیں حتیٰ کہ امام علیہ السلام ظاہر ہوں۔

جب وہ ظاہر ہوں گے تو قرآن کو ٹھیک طور سے پڑھیں گے اور اس قرآن کو ظاہر کریں گے جسے حضرت علیؑ نے لکھا تھا۔
نتیجہ | گویا کہ جب تک قرآن اصلی ظاہر ہو، عمل اُسی محرف قرآن پر ہوگا۔ اس کو محرف بھی کہیں گے اور

واجب العمل بھی۔

دیکھئے اس کی تائید حضرت حیدر یہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کس طرح سید محمد بن سید ولد علی مجتہد فرماتے ہیں: اب جو آیات قرآنی کی ترتیب موجودہ ہے۔ وہ فرقہ امامیہ کے نزدیک حضرت امام کے ظہور تک قابلِ تمسک و احتجاج ہے۔ اسلئے کہ ائمہ امام نے ضرورت و اضطرار کے باعث اور اصلی ترتیب نزولی کے حصول کے ناممکن ہونے کے سبب ترتیب موجودہ پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے۔ نہ یہ کہ یہ ترتیب فی نفسہ مطابق واقعہ اور لمجاظ واقعیت واجب العمل ہے پس ترتیب موجودہ سے تمسک کرنا حقیقت میں قولِ امام سے تمسک ہے، نہ نفس ترتیب مذکورہ سے اور یہ تمسک بھی عموم اور کلیت کے طور پر نہیں بلکہ اس وقت ہے کہ نص ائمہ سے اس کا خلاف ثابت نہ ہو یا یہ تمسک لصوص ائمہ کی مخالفت کا موجب نہ ہو ورنہ اس کے خلاف کی طرف جانا واجب ہے۔ انتہی۔

دیکھئے | قرآن محرف سے ائمہ کی نص بڑھ گئی۔ قرآن کا تو یونہی ڈھونگ رہا۔ شیعہ صاحب فرماتے

ہیں۔ ہم اس قرآن کو اس وقت تک مانتے ہیں جب تک نصوص ائمہ اس کے مخالف نہ ہوں اور جہاں اس قرآن محرف میں اور نصوص ائمہ میں اختلاف پڑ گیا۔ تو اس قرآن کی مخالفت واجب ہو گئی۔ لیجئے حدیث ثقلین جسکو متواتر بین الفرقین (یعنی الشیعہ والسنی) کہا جاتا ہے اس پر عمل کرنے والوں کا حال دیکھ لا خدا کا خوف بالکل قریب ہی نہیں پھٹکا۔ اب نعمت اللہ جزائری کی تاویل کہاں گئی۔ ضربت حیدر یہ کے ایک حملے نے سب

درہم برہم کر دی۔

رشتہ النہالی علی اصحاب الصلّال صلی اللہ علیہ وسلم اور لیجئے! | پر مولوی سید ناصر حسین فرماتے ہیں:-

"امامیہ کے عقیدے میں تاظہور قائم آل محمد علیہ السلام ہی قرآن پر عمل اور اسی سے استدلال واجب ہے۔ بے اس کی قرأت کے نماز باطل ہے!"

اب فرمائیے ایک اور شیعہ صاحب بھی قرآن موجودہ کو واجب العمل کہتے ہیں (ظاہراً) مگر اصلی عقیدہ اوپر مذکور ہو گیا کہ جب یہ قرآن اور امام کی رائے مخالف ہو جائیں تو پھر یہی واجب العمل قرآن قبل از ظہور قائم آل محمد واجب الخالفت ہو جائے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (باقی آئندہ)

ارباب کرم کی خدمت میں گزارش

فقہ دن بدن بڑھ رہے ہیں مگر حزب الانصار کی تبلیغی سرگرمیوں میں صاف کی بجائے مالی کمزوریوں کی بنا پر نخطاظرہ نما ہو رہا ہے۔ جبریدہ کی مالی حالت بھی نازک ہے اور اگر قوم نے اسکی اشاعت بڑھانے میں ہماری مدد نہ کی، تو ہم لمبے جاری رکھ نہیں سکتے جنگ کی بنا پر مصارف میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ تبلیغ اسلام۔ دارالعلوم غزنیہ پھر وہ تنہم خاڑ کے مصارف باگرا شتی معاونین کی امداد کے بغیر برداشت نہیں ہو سکتا حزب الانصار پہلے ہی مقروض ہے لہذا ارباب کرم ماہِ وجب و رمضان میں نذکوہ ادا کرتے وقت حزب الانصار کے دینی اداروں کو فراوانیوں اور زرِ عطیہ بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ ڈانہ فرما کر عند اللہ ناجور ہوں۔ (الکائنات مجلس مرکزی حزب الانصار)

حضرت امیر حزب الانصار کی رہائی

حضرت امیر حزب الانصار مولانا ظہور احمد صاحب بھوٹی ۱۸ جولائی کو سنٹرل جیل لاہور سے رہا ہو کر ۲۰ جولائی کو بھیرہ تشریف لے آئے ہیں۔ ابھی کچھ دنوں تک آپ یہیں روٹنخ افزواریں گے رہائی کے مختصر حالات اندر ملاحظہ فرمائیے۔

شکذرات

(از مڈایر)

اشتراکی فتنہ

نہد اسلام سے پہلے ایران میں مزدک نامی ریفارمر نے دن، نہ، زمین میں تمام بنی آدم کے اشتراک کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ اس کے متبعین نے ایران میں کافی شہرت حاصل کر لی تھی، مگر اسلام کے حیات افروز پیغام نے دنیا میں سرمایہ و محنت کا لایعجل منعمہ حل کر دیا۔ اور فرقہ مزدکیہ دنیا سے معدوم ہو گیا۔ دور حاضر کی سرمایہ داری نے مزدور کا خون چوس لیا ہے۔ لہذا مارکس اور لینن نے دنیا کے اقتصادی نظام کو دوبارہ مزدک کے ارشادات کی روشنی میں مرتب کرنا چاہا۔ مگر وہ اپنے تجربہ میں ناکام ہوئے لیکن جس اقتصادی نظام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا، وہ اس کے اپنے ملک روس میں بھی پوری طرح رائج نہیں ہو سکا۔ اشتراکیوں (کمونیسٹوں) نے اس تجربہ کی ناکامی کی ذمہ داری مذہب پر ڈال دی۔ اور دنیا سے خدا پرستی اور مذاہب عالم کو نیست و نابود کرنے کے لئے اتحاد و دہریت کی اشاعت کے لئے وسیع پیمانہ پر جدوجہد شروع کر دی۔ ہندوستان میں بھی اشتراکیوں کی کئی جماعتیں اپنے مقاصد کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ علمائے اسلام کا فرض ہے کہ اسلام کے "اقتصادی نظام" کو دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ اقوام عالم اس سے مستفیض ہو کر امن و راحت کی زندگی بسر کریں اشتراکیت یعنی سوشلزم و کمیونزم کے تباہ کن اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام کو اپنے اصلی رنگ کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ مگر ان سوس ہے کہ علماء نے ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ بعض مسلم علماء نے اسلام

کے احکام پر غور کرنے کے بجائے قرآن اور اسلام کا مطالعہ اشتراکیت کی عینک لگا کر کیا ہے اور قرآن کے معانی و مطالب کو مارکس کے اشارات کے مطابق بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔ گویا قرآن ایک معتمہ تھا۔ جو تیرہ سو سال لایعجل رہا۔ اور دور حاضر میں مارکس، لینن، ٹراٹسکی اور سٹالین کے نظریوں پر غور کرنے کے بعد ہی فہم قرآن کا ملکہ حاصل ہو سکتا ہے۔ "شمس الاسلام" کے صفحات پر مولانا قاسمی کے مضامین کا ایک سلسلہ اشتراکیت اور اسلام کے عنوان سے شائع ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ کے شخصی خطاب سے ایسے مضامین کو پاک رکھا جائے۔ علمائے اسلام سے استدعا ہے کہ اشتراکی اور اسلامی نظام کے فرق کو ظاہر کر کے اسلامی نظام کی برتری و فوقیت پر مدلل مضامین برائے اشاعت ارسال فرمائیں، تاکہ اس جدید فتنہ کا استیصال حسن طریق سے ہو سکے۔ آج اقوام عالم جن مسائل کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کا فیصلہ اسلام نے صد ہا برس پہلے جس مبلغ انداز میں فرما دیا تھا۔ اس کا اظہار ضروری ہے۔ تاکہ دنیا کے پیاسے اس چشمہ رحمت سے سیراب ہوں۔ اور دنیا والوں کو امن کا پیغام مل سکے اور اسلام کا ہر رنگ میں بول بالا ہو۔

اشتراکیت کی درسگاہیں

احمراری کا نگریسی ستیہ گر نے ملک کے جیل خالوں کو ہزار ہا قوم کے نوجوانوں سے بھر دیا ہے۔ سادہ لوح نوجوان جو اپنے نظم میں ملک و ملت کی خدمات کے لئے جیل کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ ان کی اکثریت مذہب سے نا آشنا ہے اور ان کو

دولت ایمان سے محروم کرنے کے لئے اشتراکی مبلغین ان پر ڈورے ڈال رہے ہیں۔ اشتراکی بھی کانگریسی پلیٹ فام سے ستیہ گرہ کر کے جیلوں میں جا رہے ہیں۔ عام طور پر سیاسی امیران کو ایک ہی احاطہ میں رکھا جاتا ہے۔ لہذا آج کل ملک کے جیل خانے اشتراکیت کی درسگاہوں کا کام دے رہے ہیں۔ جیل کے اندر وسیع پیمانے پر ملک کی اصلاح کے نام سے نوجوانوں کو مذہب کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے کے لئے آمادہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ میں نے ایسے مسلم نوجوانوں کو دیکھا ہے جو جیل کے اندر ہی خدا کی ہستی کے منکر ہو چکے ہیں اور اسلام اور دائمی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مدیدہ دہنی سے باز نہیں رہتے۔ اس لئے تحریک ستیہ گرہ کے قیدیوں کی عام رہائی کے بعد اشتراکیت کا فتنہ نہایت زور سے بڑھنا شروع ہو گا۔ اشتراکی اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا نشانہ سب سے زیادہ مسلم نوجوانوں کو ہی بنانا چاہتے ہیں کیونکہ اسلام ہی ایسا فطرتی اور مکمل مذہب ہے جس کا اپنا نظام ہے اور اس نظام کی ترویج سے اشتراکیت و مذہم سرمایہ داری موت کے گھاٹ اتر سکتی ہے۔

ماہ جولائی کے آخر میں مجھے لاہور میں ایک سیاسی لیڈر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ لیڈر موصوف اشتراکیت کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غلط فہمی کی بنا پر صحابہ رضہ کو جاگیریں عطا کر دی تھیں۔ ورنہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ العظیم)

یہ ہے نتیجہ اشتراکیت کے بے پناہ پراپیگنڈا کا جو سیاسی زعماء کے دل و دماغ کو مسموم کر رہا ہے۔

تحریک مدح صحابہ اور احرار

مجلس احرار صوبہ یو، پی کے کارکن مستحق تبریک و تحسین

ہیں جنہوں نے تحریک مدح صحابہ رضہ میں نمایاں حصہ لے کر اپنے حسن عمل، اخلاص اور اسلامی غیرت و محبت کا قابل فخر کارنامہ پیش کیا ہے۔ ماسٹر تاج الدین صاحب ڈکٹیٹر احرار اسلام ہند کے ایمان افروز پیغامات نے بھی تحریک کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کر دیا۔ مگر اس سلسلہ میں مجلس احرار صوبہ پنجاب نے جس تغافل و بخاری و بے حس کا ثبوت دیا ہے۔ اس کی یاد کسی طرح خوشگوار نہیں۔ پنجاب کے احرار نے گوجرانوالہ کانفرنس میں صرف ایک ریزولوشن پاس کرنا ہی کافی سمجھا۔ آخر کار "فوج محمدی" نے تنہا اس میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا۔ عیسائی جیل کے مشہور مخلص احراری لیڈر صوفی اللہ خاں صاحب جو فوج محمدی کی مجلس مشاورت کے بھی ذمہ دار کن ہیں، اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ فوج محمدی کے قائدین نے اصلاح میاں والی، کیمیل پور، راولپنڈی وغیرہ کے طوفانی دورے کئے۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب قائد اعظم فوج محمدی کی ان شک ساعی جمیل بے حد قابل ستائش ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ احرار پنجاب نے جماعتی حیثیت سے تحریک سے سرومہری کا برتاؤ کیا۔ بلکہ بعض احراری دوستوں نے فوج محمدی کے قافلہ کو احرار کے قافلے قرار دیا۔ اور اخبارات میں ان قافلوں کو احرار کے قافلے قرار دے کر مفت کرم داشتہ پر عمل کیا۔ سب سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ایک مقام کے احراری جلسہ کی قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ مدح صحابہ رضہ کے سلسلہ میں گرفتار شدہ رضا کاروں میں سے احراری رضا کاروں کو رہا کر دے۔ گویا غیر احراریوں کی رہائی کا مطالبہ کرنا بھی ان لوگوں کو گوارا نہ تھا۔ وقر احرار لاہور سے جو اطلاع اخبارات کو ۱۸ جولائی کو بھیجی گئی۔ اس میں یہ

نذہبی تخیل پر اس کا اس قدر مسموم اثر ہو رہا ہے کہ
الامان و الحفیظ۔ پنجاب کا کوئی ایسا اسلامی اخبار نہیں
جس کے ادارہ میں شیعہ، مرزائی یا خاکساری عنصر
موجود نہ ہو۔ دیہات میں شیعوں کے مبلغ سادات،
فقراء، مشائخ اور بھنگ نوش قلندروں و ملنگوں کا
روپ اختیار کر کے طرح طرح کے مکرو تزدیر کے جال
پھیلا رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سنی لیڈر سنی
پیر، سنی شیخ، سنی سجادہ نشین، سنی مولوی، سنی
شاعر، سنی ادیب اور سنی مجالس ساکت و جامدادی واپ
غفلت میں سرشار ہو کر زمانہ کی ہوا کے رخ چل رہے
ہیں۔ اور غیر محسوس طور پر رفض کے سیلاب کا شکار

بن رہے ہیں۔ حزب الانصار کی غریب جماعت
کی چیخ و پکار کی آواز ان تک نہیں پہنچ سکتی۔ خدا
ہی اپنے دین کا محافظ و نگہبان ہے۔ ورنہ حالات
اس قدر خطرناک صورت اختیار کر چکے ہیں جن کا تصور
بھی لرزہ بر اندام کرنے کے لئے کافی ہے۔

ان کان فی القلب اسلام دایمان
سر ظفر اللہ و السرائے کی کونسل سے علیحدہ ہوتے
ہی ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت یعنی فیڈل
کورٹ کے جج بنا دیئے گئے ہیں۔ اب غریب سنی
سرپیٹ کردہ جایش ان کے لئے ہر جگہ دہری
غلانی لکھی ہے۔ کاش ہماری یہ آواز سنیوں کے
کانوں تک پہنچ سکے اور ان کے لئے یہ امور تازیانہ
عبرت ثابت ہوں۔

اے قوم ما بیدار شو!

ہم ہرگز شیعوں اور مرزائیوں کے سیاسی حقوق میں
مزامہ ہونا نہیں چاہتے۔ اور کہ سنیوں اور شیعوں میں
کسی جگہ بھی جھگڑا کرنا گوارا نہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں
کہ ہندوستان کے سوا آٹھ کروڑ مظلوم سنیوں کی آواز

ظاہر کیا گیا کہ آج سنٹرل جیل سے ایک سو اجماری ضیا کا
رہا ہو گئے ہیں! حالانکہ رہا شدہ رضا کاروں کی تعداد
۸۴ سے زائد نہ تھی۔ اسی سے دفتر احرار کے کارکنوں کی
لا علمی اور بے اعتنائی آشکارا ہو سکتی ہے۔ ہم یہ سطور
رنج و الم کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ ہمیں اپنے احرار
بھائیوں سے مخلصانہ تعلقات کی بنا پر ان کی بے اعتنائی
کا شکوہ ہے۔ ورنہ فوج محمدی کا ہر کارکن اور ہر رضا کار
مجلس احرار کے ساتھ ہر دینی امر میں اشتراک عمل
کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ دونوں
جماعتوں میں باہمی اشتراک عمل موجود رہے اور کسی قسم
کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

اہل سنت کے لئے تازہ عبرت

دائیسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں تین مسلمانوں کے
ناموں کا اعلان ہوا ہے جن میں سے دو شیعہ اور ایک
ایسے صاحب ہیں جو نہ تو سنی کہے جاسکتے ہیں اور نہ
ہی وہ شیعوں میں شامل ہیں اس سے پہلے تو کروڑ
مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے دائیسرائے کی مجلس
انتظامیہ کی رکنیت کے عہدہ پر کئی سال سر ظفر اللہ خاں
قادیانی مسلط رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کی سب سے بڑی
سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ پر شیعوں کا مکمل قبضہ
ہے۔ مسلمانوں کے تمام اداروں، کالجوں، سکولوں،
مطالع، اجازات و مجالس پر شیعوں نے ساہا سال
سے منظم سازش کے ماتحت دخل حاصل کر رکھا
ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے تجویز کردہ فارسی
کے نصابوں میں علانیہ تیزاب بازی موجود ہے۔ سیاسی
مجالس، سیاسی سٹیج، شعرو شاعری، اسلامی پریس،
مدارس کے نصاب تعلیم غرض ہر ذریعہ سے شیعیت کا
بے پناہ پراپیگنڈا ہوا رہا ہے اور عوام اہل سنت کے

بھی حکومت کے کانوں تک پہنچتی رہے۔ اور ان کی نمائندگی کا بھی موثر انتظام ہونا چاہیے۔ شیعوں نے مشیعہ پوڈیکل کا نفرنس قائم کر کے شیعوں کے لئے سیاسی حقوق کے حل کرنے کے لئے منظم جدوجہد جاری کر رکھی ہے۔ لہذا اگر سنی بھی سنیت کی علیتک سے سیاسیات کا مطالعہ کریں تو وہ مطعون قرار نہیں دیئے جاسکتے۔

سینزدہ صد سالہ یادگار حسینی

حال ہی میں اخبارات میں ایک جدید تحریک کا پرمپنگڈ کیا جا رہا ہے۔ بعض شیعہ حلقوں نے تجویز کی ہے کہ اس سال محرم کے موقع پر سینزدہ صد سالہ یادگار حسینی منائی جائے۔ یعنی واقعہ کربلا کی سینزدہ صد سالہ برسی منائی جائے۔ ہم اس تحریک کے سنی مؤیدوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیدنا ابوبکر۔ سیدنا عمر۔ سیدنا عثمان۔ سیدنا علی۔ سیدنا حسن۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی سینزدہ صد سالہ یادگار قائم کرنے کا انہیں آج تک خیال پیدا نہیں ہوا۔ ہم تو اس تحریک کو سنیوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے اور رفض کے پراپیگنڈا کے لئے جدید میدان تیار کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

کو جو محبت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ہے اس کا ناجائز فائدہ حاصل کر کے شیعہ مصنفین، شیعہ شعراء اور شیعہ مجالس اور شیعہ ذاکروں کی پٹ پروری کے لئے اہل سنت سے لاکھوں روپیہ وصول کیا جائیگا۔ حال ہی میں جھنگ کے شیعوں نے شیعہ یتیم خانہ قائم کر کے کئی سنیوں سے مالی امداد حاصل کی سنیوں کو چاہیئے کہ وہ اس جدید دام فریب سے بچیں۔

ہمارے دلوں کے اندر حب حسین رضی اللہ عنہ کا لازوال خزانہ موجود ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بعض نمائندگی والی یادگار ہمارے سینوں میں موجود ہے۔ اینٹ اور گارے کی عمارتوں اور کاغذوں کے چند دستوں سے جو یادگار قائم ہوگی۔ وہ فنا ہو سکتی ہے مگر جب تک قرآن موجود ہے۔ جب تک دنیاں سنی موجود ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا غلغلہ چار دانگ عالم میں بجاتا رہے گا۔ ہزار ہا مقالے شائع ہوتے رہیں گے۔ کتابیں طبع ہوتی رہیں گی۔ روپہلی سنہری جوبلی منائی جاتی ہے۔ مگر تحریک یادگار حسینی کے موجد کے لئے یہ تحریک واقعی روپہلی نہیں۔ بلکہ سنہری مصلحتوں کی حامل ہے۔ اور اس کا مقصد زر اندوزی و رفض پروری کے سوا کچھ نہیں۔

سُرخ نشان

یہاں سُرخ پنل کا نشان اُن خریداران "شمس الاسلام" کی اطلاع کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ جن کے سالانہ چندہ کی میعاد ماہ جولائی و اگست کے رسالہ تک ختم ہو گئی ہے اُن حضرات سے درخواست ہے کہ رسالہ کا آئندہ سالانہ چندہ میرے نام جلد از جلد ارسال کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ اور اگر کسی وجہ سے خریداری منطوق نہ ہو تو توجہی فرست میں اس کی اطلاع راقم کے نام بذریعہ پوسٹ کارڈ بھیجیں۔

(منشی غلام حسین مینجر رسالہ شمس الاسلام "جامع مسجد بھیرہ۔ ضلع شاہ پور (پنجاب)

خاکساریات

انتباہیۃ علی افتتاحیۃ
مشرقی کا تذکرہ غلط

(۱۱)

(از جناب مولانا محمد عالم صاحب آئینی اشرافی)
(۱۳) مشرقی نے صفحہ ۲ لغایت ۳۲ پر یہ بتایا ہے کہ اہل اسلام چونکہ مادی ترقی نہیں کرتے اور اس ترقی کی بجائے انسان پرستی کر رہے ہیں اس لئے وہ مشرک ہیں اور اہل مغرب نے جب مادی ترقی میں دنیا کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور ان میں انسان پرستی نہیں۔
تمام اہل اسلام پر شرک کا فتویٰ اس لئے وہ پکتے ہوئے ہیں۔ اور

دنیا و آخرت میں جنات النعیم کے مالک ہیں اور اہل اسلام دوزخ کے سزاوار ہیں۔ مگر ہم دکھلاتے ہیں کہ اس کا طریق استدلال بالکل غلط ہے۔ ناظرین سطور ذیل کا غور سے مطالعہ فرمائیں۔

(قول مشرقی) فیما مؤتمر المساکرین هل تسعون ان تعبدوا ارحم الله اوسماء او سفنته بالخذع والمکر والخذع والفضح
اہل اسلام پر الزام | اے دنیا کے مسافر مسلمانو! کیا تم ذکر و شغل یا صوفیانہ مکر و قریب سے خدا کے زمین و آسمان کو بدل سکتے ہو یا سچر کو تبدیل کر سکتے ہو؟ ہوگز نہیں۔

(الانتباہ) مسلمانوں کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا کے ساتھ اپنے رہنماؤں کو شریک کار سمجھیں۔ تاکہ ان پر انسان پرستی کا الزام قائم ہو۔

اہل اسلام کا صحیح جواب | اور ان کا یہ بھی دعوے نہیں کہ ہمارے پیشوا یا

مذہبی خدا کے زمین و آسمان یا تصرف قدرت کو بدل دیں گے۔ کیوں کہ ہمارے پیشوا ہیں کبھی بھول کر بھی ایسی تعلیم نہیں دیتے۔ مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ بحکم آیت قرآنی "وان من اهل الكتاب الا لیومنن به قبل موته قیام قیامت سے پہلے ایک دفعہ ضرور اسلام اپنا رنگ دکھائے گا اور اپنی کھوئی ہوئی شان کو از سر نو روشن کرے گا۔ اگرچہ یورپ کے خوشامدی اہل یورپ کو اپنا خدا بنا کر ان کی پرستش کریں اور ان کی مادی ترقی کو لازماً سمجھ کر یہ کہ بیٹھیں کہ اب توئی الملک من تشاء وتارخ الملک ممن تشاء۔ کا امکان باقی نہیں رہا۔ عہد حاضر کے انقلابات اور اہل یورپ کا اہلاک نسل اور اہلاک مال کسی کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا۔ جو آج رونما ہو رہا ہے۔ مبقرین کا خیال ہے کہ اگر دو سال آئندہ بھی یہی مرگا رگی رہی تو دنیا میں نفاہیت کی جگہ فلاکت آجائے گی۔

اغلاط | ان فقرات میں یہ لفظ اپنی جگہ پر نہیں۔ مؤتمر کیونکہ جب اہل شرق میں تنظیم نہیں تو مجلس مشاوت

کیسی؟ المنہضین جبکہ مشرقی نے اہل شرق کو ائمہ فقرات میں ضعیف ثابت کیا۔ تو اب انہیں ہوشیار کہنا کیوں صحیح ہوگا؟ پھر فوج اور مؤتمر کا تناسب بھی ظاہر نہیں۔ ہونکہ کا مقولہ مذکور نہیں۔ جھلیلین حامدین میں مسلمانوں پر مذہبی حملہ کیا ہے کہ وہ اپنی تسبیح و تہلیل اور خدا کی حمد و ثنا سے دنیا کے انقلاب کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ ہمارا طریق عبادت و دنیا کے شوائب سے خالی ہوتا ہے۔ مابکھ کا بیان مذکور نہیں۔ کسرا امکسرا اے معنی مرکب ہے۔ لقمشوا بھی مقتضائے مقام سے دور ہے جھٹھنا بے موقعہ ہے۔ کیونکہ اس کا اشارہ الیہ پہلے مذکور نہیں ہوا۔ (۱) غلط ۲۱۹ + ۱۰ = ۲۲۹

مذہب کا ذہن پر اترتا تھا باز آؤ تو بہتر ورنہ موت سے پہلے خود تمہارا انقلاب آجائے گا۔

(انتباہ) مشرقی نے مذہبی پیشواؤں پر ایک اور حملہ کیا ہے کہ وہ معاذ اللہ شیطان ہیں۔ جو اپنی دوسانی طاقت سے انقلاب کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل مشرقی کا انقرا ہے۔ مشرقی نے جو کچھ کہا ہے۔ اس کا ثبوت وہ کبھی پیش نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مسلمانوں کو مشرقی کا انقرا

مذہب الہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ خدا کرے۔ یہ وقت نہ آئے۔ مگر واقعات بتا رہے ہیں کہ مسلمان تو اس میں ہیں اور خود مشرقی اور اس کے پیچھے دندائیں ہلایں اس لئے مذہب ہو رہے ہیں کہ امن پسندی کے خلاف قضا فی الدین کے منقلب ہو چکے تھے۔

مشرقی کی پیشین گوئی | اچھا ہوا کہ مشرقی کی پیشین گوئی خود اس کے حق میں پوری

آتری۔ اب عبادت کی خامیاں ملاحظہ ہوں۔ مشیداً اغلاط | چھڑنے کی عبادت۔ آسمان پر اس کے خیال میں چوند بھی لگا ہوا ہے۔ آسمان کو بناء

غیر محول خلاف معاوہہ کہا ہے۔ شاید یہ خیال ہو گا کہ آسمان میں تبدیلی ممکن نہیں۔ مگر یہ صاف قرآن کے خلاف ہے۔ جس پر فاذا انشقت السماء فکانت ودرہ کالہا وغیرہ آیات شاہد ہیں۔ لایقدرہون کا فقرہ تثنیہ

متعلقات ہے۔ جو اس نے بیان نہیں کئے۔ مقدار مجتہد کی جگہ مشغال مناسب تھا اور خد دل کی جگہ من خد دل۔ اور ہمتا کی جگہ لیہ۔ یعنی عموماً نفی سابق کو توڑ کر اثبات پیدا کرتا ہے۔ مگر یہاں ایسا استعمال نہیں ہوا۔ الاقارڈ خدا کے اوصاف میں غیر سموع ہے۔ قرآن میں نفس کی صفت موزہ آئی ہے۔ البسما المقیم خدا کو قائم کرنے والا راج کہا ہے

(قول مشرقی) هل ترون فی سنۃ من تبدل خلق اللہ | لیسنۃ فتصنعوا فیہا ما تشاؤن | سکا الزام | مسلمانو! کیا تم خدا کی مخلوقات زمین و آسمان اور پھر میں کوئی خلقی دیکھتے ہو کہ تم اسے بدل سکو گے؟

(انتباہ) خلق اللہ میں کسی غامی کا خیال کرنا مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے۔ تو پھر اس کا تدارک کیسا؟ مگر ان مشرقی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ دہریہ اور دشمنان اسلام کا یہ خیال ضرور ہے کہ دنیا میں مذہب و ملت کی اشاعت مانع ترقی ہے۔ اس لئے اس کا نشانہ ضرور ہی ہے۔ مگر غیرت الہی نے آج ان کو ایسی مصیبت میں گرفتار کر دیا ہے کہ معلوم نہیں۔ اس سے کب رہائی پائیں گے۔

اغلاط | ان فقرات میں لہجۃ کا استعمال صحیح نہیں اور پھر معطوفات میں بھی لفظی تناسب موجود نہیں۔ یقیناً۔ یکاد۔ یکنی تینوں کا فاعل مذکر سماء جس کو خود مشرقی نے قہراً کہہ کر نوٹ تسلیم کیا ہے۔

(اعلاط ۲۲۴ + ۲۳۳ = ۴۵۷)

(قول مشرقی) بل بناھا قصر مشیداً وحفظھا من شیاطینکم الذین یرجون الی اولیائکم انہم یدعائکم قادرہون علی ان یبدلوا حکم اللہ بدعائکم وشفاعتہم ولن تستطیعوا فلما لا ترجون فہل تنظرون الامست الاولین

الکفار المعذبین الیقین۔ خدا نے آسمانوں کو تمہارے شیطانوں ائمہ اسلام مشرقی کی نظر میں | سے محفوظ کر رکھا

ہے۔ جو اپنے مریدوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہماری دعا اور شفاعت تم دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہو۔ تم ایسا کبھی نہ کر سکو گے۔ اس ارادہ سے واپس کیوں نہیں آتے۔ کیا تمہیں اس عذاب کا انتظار ہے۔ جو گذشتہ

یہ بھی ایسی تعریف ہے کہ کوئی کہے المشرق غزاً طراً بزمراً۔
 بغیر لکھ میں اپنی شان نبوت بتائی ہے کہ میں کہتا ہوں
 کہ اگر تم مشرک چھوڑ دو گے تو تمہارے گناہ معاف ہونگے
 کجا نبوت اور کجا مشرقی! عسے آن یکلوا میں فاعل
 مخاطب کی جگہ غائب استعمال کیا ہے۔ جس نے ربط کلام
 کا ستیاناس کر دیا ہے۔ لایداً واحداً فاعل خدا ہے اور صحیح
 ہے۔ مگر اس کا مفعول اپنے متعلقات کے ساتھ وابستہ
 نہیں کیونکہ یہ ابتداء بالکل غلط ہے کہ دنا اموہ الی الحین
 کیونکہ اس میں مضارع کی جگہ دنا استعمال ہوا ہے۔ پھر الی الحین
 بکسر الحاء کوئی مفہوم پیدا نہیں کرتا اور اگر الی الحین بفتح الحاء
 پڑھا جائے تو تفسیر خراب ہو جاتا ہے۔ اور مضمون بھی چھپسا
 رہ جاتا ہے۔ بہ حال دلن یصلحہ العظام وما فسد الدھما
 (اغلاط ۲۳۳ + ۱۱ + ۲۴۴)

(قول شرقی) تعالوا الی ان لا نعبد الا الله واجهوا
 الشراک ... هذا هو الاسلام ودفطرة الله
 وھن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
 مسلما! آؤ اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور شرک
 چھوڑ دو۔ صرف یہی اسلام ہے اور یہی فطرت الہی ہے۔
 اور اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب قبول نہیں ہو سکتا۔

انتباہ۔ ان فقرات میں اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ
 مسلمان مشرک اور کافر ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اسلام
 کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اور یہ مرض ہر ایک مدعی اصلاح
 جدید کو لاحق ہے۔ قادیانی مسیح نے بھی یہی اعلان کیا تھا
 باب وہبانے بھی یہی ڈھول پیٹا ہے۔ اتر سر میں ایک
 اُمت محمدیہ کو دعوت اسلام | سیدہ کذاب نے بھی یہی ظاہر
 کیا ہے۔ کہ مسلمان اہم پرست
 اور رسول پرست بن کر مشرک بن چکے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ
 مغز اسلام سے آگاہ نہیں۔ عبادت و تعظیم میں ان کو
 امتیاز حاصل نہیں۔ اطاعت الہی اور اطاعت رسول کا مفہوم

نہیں سمجھتے۔ اور احترام اسلاف و اقتدائے ائمہ اسلام کا صحیح
 تصور ان کے دماغ میں نہیں بیٹھتا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے
 کہ ایسے مدعیان اصلاح اپنی آغاز طفولیت سے ہی اسلامی
 تعلیم اور اسلامی عبادات کی پابندی سے محروم ہوتے ہیں۔
 مدعیان اصلاح کی جہالت | اور جب عیسائی نقادین کی
 تصانیف پڑھ کر اسلام کو

تمدن یورپ کے خلاف پاتے ہیں تو اپنی سیاہ عینک
 سے ان کو تمام تعلیمات اسلام شرک اور کفر ہی نظر آتی ہیں
 اور دہائی بجا دیتے ہیں کہ ہائے اسلام مٹ گیا۔ اگر ان لوگوں
 میں کچھ صلی مجددی ہوتی۔ تو ان کا اولین فرض یہ تھا کہ
 عیسائی تصانیف کے دوش بدوش اسلامی تصانیف اور
 روایات کی تحصیل و تکمیل میں بھی دقت لگائے۔ مگر یہ ایسے
 عقل کے دشمن ہیں کہ اپنی جہالت اسلامی کو عین اسلام
 سمجھ کر تنقید کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنی بھمنٹ کے
 فیصلے گھر بیٹھ کر ایسے طریق پر کرنے لگ جاتے ہیں۔
 جس میں درحقیقت اس امر کی دعوت دیتے ہیں کہ مسلمان
 اپنے اسلام کو چھوڑ کر تمدن یورپ کو قبول کریں۔ اور کُل
 نے حیائی اور جرات سے قرآن کے مفاہیم بدل کر مسلمانوں
 پر کفر و شرک کی ایک طرز ڈگری کر دیتے ہیں۔

اذکان القراہ دلیل قوم

سیھد یھو طریق الھالکینا

بھلا کوئی ان سے پوچھے کہ کب مسلمان غیر اللہ کی پرستش
 کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو توحید کی دعوت دی جائے۔ بلکہ خود
 مغریت میں ڈوب کر کافر اسلام اور یورپ پرست بن گئے
 ہیں۔ اور ایسے منہک ہو گئے کہ کفر و شرک کا پتہ نہیں
 کہ کہاں تک ان کو اندر ہی اندر دکھا گیا ہے۔

تمثیلی حکایت | کہتے ہیں کہ چند بھنگڑے شرک پر لیٹے
 ہوئے تھے۔ ایک گاڑی بیان نے
 راستہ صاف کرنے کو کہا۔ تو ان کے گورو نے فوراً اپنے

چیلوں کو لعنت ملایت کرنی شروع کر دی کہ ارے میں تو تم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ سڑک نہ رو کہ گاڑیاں نے کہا کہ گورو جی! تم خود بھی سڑک کے عین وسط میں پڑے ہو۔ اب گورو نے تعجب آمیز لہجہ میں کہا کہ اچھائیں بھی سڑک پر ہی ہوں۔ مہربانی فرما کر گاڑی سے اتر کر میری دونوں ٹانگیں گھسیٹ کر ایک طرف کر دیجئے اور ہمیں نہ سنائیے۔ یہ لوگ بھی گورو جی ہیں۔ دعا دی اتنے کہ پیغمبری بھی ان کے سامنے پانی بھرے۔ مگر جہالت کا یہ عالم کہ قرآن شہابی لکھتے وقت تناسب الفاظ کی بھی خبر نہیں۔ چنانچہ فسحقاً لا صاحب الجحیم ہے مودتہ گھسیٹ دیا ہے۔ خاطر السموات والارض کا تعلق ماقبل سے قائم نہیں کیا۔ ماسالغ واخلف کیا بلا ہے؟ (اغلاط ۲۴۴ + ۳ = ۲۴۷)

(قول شرقی) افتدردن مال الموحدين من اجرا
مسلمان اسلام کا
دعویٰ نہیں کر سکتے
البال کیف تدعون بالاجنا
علی احمد و بالکھ بال الکفرین۔ مسلمانو! تمہیں معلوم بھی ہے کہ خدا پرستوں کو دنیا میں کیا اجر ملتا ہے؟ ان کو دنیا میں جنات النعیم ملتے ہیں اور ان کی حالت کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ پس تم تو کفار کی رسوم پر چل رہے ہو۔ تمہارا کیا حق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے دعویدار بنو؟

انتباہ۔ خود را فضیحت دیگران را نصیحت۔ وہ خود تو کفر و شرک اور ترک اسلام کے گڑھے میں گردن تک گڑ چکا ہے اور مسلمانوں کو سمجھتا ہے کہ وہ بچے کا فرہیں خوب سے

چہ دلا درست دزدے کہ بکف چراغ دارد
مشرقی کا دعویٰ بلا دلیل
نوبانی کہنے سے کیا بننا ہے۔ مزہ تو تب تھا کہ مسلمانوں کا کفر اور ان کا شرک عقلی اور نقلی دلائل سے

ثابت کر کے اپنا آپ اس سے بچا کر دکھلاتا۔ صرف کہ دنیا یا لکھکر شائع کر دینا دلیل یا ثبوت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ صرف دعوئے ہوتا ہے اور اس پر حقانی دلائل کی ضرورت الگ پڑتی ہے۔ ایسے مصلحین صرف یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہ دیں گے۔ وہ ایسا دعویٰ ہو گا۔ کہ جس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ جہالت یا کبر و نخوت اسی کا نام ہے۔ آپ اپنے اغلاط دیکھیے۔

من دون العالمین میں من دون کا
اغلاط لفظ بے جا ہے۔ یدخل جنات

کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں ہی ان کو جنت مل جاتی ہے کیونکہ جو جنت قرآن پیش کرتا ہے۔ اس کا وصف یہ ہے کہ عرضھا کعرض السماء۔ بالا ایمان علی محمد بالکل غلط ہے۔ لفظ ایمان کے بعد علی حرف جار استعمال غیر مسموع ہے۔ کمثل العنکبوت کا مصداق مسلمان نہیں بلکہ خاکسار ثابت ہو چکے ہیں کہ اڑھائی اینٹ کی مسجد کھڑی کر کے اسے مسجد قرار کی زینت دی تھی۔ آخر خاکساری کا حشر

فساد فی الامر من کے عقوبت
میں وہ منرا پائی۔ جو منافقین
فی الاسلام کے لئے اسفل السافلین میں مقرر ہے۔ خود مشرقی معلوم نہیں کس دویہ میں پڑا ہے اور اس کے بچاری کن جانے کس کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں۔ مشرقی پرست خود خاکسار اور دعوئے یہ کہ مسلمان رسول پرست ہیں۔ خود طاغوت اعظم اور الہامی تفسیر قرآنی کا دعوئے پھر مغربیت میں خود ڈوب کر غرق اور دوسروں کو نصیحت کہ تم نے اسلام چھوڑ دیا۔ خوب اور بہت ہی خوب! سہ

کار شیطان سمیکنی نامت دلی
گرو لی این ست لعنت بردلی

(اغلاط ۲۴۴ + ۳ = ۲۵۰)

(باقی آئندہ)

بَابُ الْفَتَاوَى

السؤال شریعت میں خرگوش کی حلت و حرمت کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر خرگوش حلال ہے تو اس کا ثبوت کتب معتبرہ سے ضروری ہے۔ ہنیوا توجہ دے۔

الجواب وهو الموفق والمعین۔ خرگوش بالفاق ائمہ اربعہ حلال ہے اور اس کی حلت میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جو کہ صحاح میں مذکور ہیں اور فقہائے کرام نے بھی کتب فقہ میں اس کی حلت کے متعلق بہت کچھ ۔۔۔ لکھا ہے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۵۹ میں مسطور ہے۔ جو کہ نقل کی بخاری و مسلم نے "وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو نُبَيْلٍ مَسْرُورٌ الظَّهْرَانِيُّ أَنَا أَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَرِجَهَا وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَعِيرٍ كُفَّهَا وَفَخَذَ بِهَا فَقَبِلَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ" (ترجمہ) اور روایت ہے انسؓ سے کہ بھگا یا ہم نے شکار کرنے کے لئے خرگوش کو مرظہران میں (کہ ایک مقام کا نام ہے جو کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے) لپس میں نے اس کو پکڑ لیا اور اوطلو کے پاس لایا۔ اس نے اُسے ذبح کر کے اس کا گوشت اور دونوں ران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیئے اور حضورؐ نے قبول فرمائے ۔۔۔ اگر اس کا کھانا درست نہ ہوتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز قبول نہ فرماتے بلکہ منع فرماتے اور کتاب الرحمہ فی اختلاف الائمہ میں لکھا ہے کہ خرگوش بالاتفاق حلال ہے اور کنز الدقائق ص ۱۲ میں مرقوم ہے۔ وَحَلَّ الْأَنْبِيَاءُ الْوَاقِعِي خِرْگُوش حلال ہے

اور اس کی شرح تکریمہ بحر الرائق میں خرگوش کی حلت کے وجوہات اور دلائل یوں مذکور ہیں۔ لَا تَنَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَأْكُلُوهُ جِئْنَ أَهْلِيَّ عَلَيْهِ مَشُوْنَا سَوَاهِ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَلَا تَنَهُ لَيْسَ مِنَ السَّبَاحِ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَاشْتَبَهَ الظُّبْيُ (ترجمہ) خرگوش اس لئے حلال ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس کا بھوجن ہدیہ پیش کیا گیا۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو کھانے کے لئے فرمایا۔ اس کو احمد و نسائی نے روایت کیا اور اس وجہ سے بھی یہ حلال ہے کہ یہ نہ درندوں سے ہے اور نہ مردار کھاتا ہے اور ہرن کے مشابہ ہے۔

ہدایہ ص ۳۳ "وَقَالَ لَا يَأْكُلُ بِالْأَمْرِ نَبِيٌّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَاحُ أَكَلِ مِنْهُ جِئْنَ أَهْلِيَّ مَشُوْنَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِأَلَّا يَأْكُلَ مِنْهُ وَلَا مَنَهُ لَيْسَ مِنَ السَّبَاحِ وَلَا مِنْ الْكِلْبَةِ الْجَيْفِ فَاشْتَبَهَ الظُّبْيُ الْوَاقِعِي (ترجمہ) خرگوش کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اس واسطے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش کا بھوجن ہدیہ پیش کیا گیا۔ تو حضورؐ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کرام کو بھی کھانے کا حکم فرمایا۔ اس لئے کہ یہ نہ درندوں سے ہے نہ مردار کھانے والوں سے بلکہ ہرن کے مشابہ ہے اور قدوسی کے ص ۲۲ پر ہے۔ وَلَا يَأْكُلُ بِالْأَمْرِ نَبِيٌّ الْوَاقِعِي یعنی خرگوش کے کھانے میں کوئی خوف نہیں ہے۔ شرح وقایہ جلد چہارم ص ۲ پر مسطور ہے۔ وَحَلَّ الْحَيَوَانُ وَالْوَاقِعِي السَّمَكُ بِلَا ذِكْوَةٍ دَعَا الْجَزْءُ

مواصلات

مولوی حبیب اللہ صاحب کا اعلان

لاہوری مرزائیوں کی طرف سے ہر جگہ بیان کیا جاتا ہے کہ مولوی حبیب اللہ صاحب اورت سری نے مرزائیت قبول کر لی ہے اور وہ اپنے سابقہ خیالات سے تائب ہو چکے ہیں چنانچہ اخبار "پیغام صلح" لاہور نے مولوی صاحب کی طرف ایک تحریر بھی منسوب کی تھی۔ اس کے متعلق مدیر "شمس الاسلام" نے مولوی

صاحب سے چند استفسارات کئے تھے جن کا تحریری جواب مولوی صاحب کے اپنے قلم کا لکھا ہوا دفتر میں موصول ہوا ہے۔ جو بخیرہ درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ مرزائیوں کے پراپیگنڈا کی حقیقت آشکارا ہو سکے۔ (مدیر)

(۱) میں نے مرزائیت کی تردید سے ہرگز توبہ نہیں کی ہے۔ بلکہ ۱۳ جون بروز جمعہ مبارک دفتر نہروالی مسجد میں جماعت سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ذہن باپ ولادت، رفع آسمانی اور نزول من السماء پر وعظ کیا اور آسن پیرائے میں مرزائیوں کی تردید کی ہے۔ اور مرزائیوں کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے۔

(۲) میں اپنی ان مساعی کو جو درجہ مرزائیت میں مجھ سے ظہور میں آئی ہیں۔ بہت فائدہ مند سمجھتا ہوں۔ اور انشاء اللہ صلے کے فضل و کرم سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے خلق محمدی، نرم الفاظ، تہذیب و متانت سے تقریر اور تحریر کے ساتھ عیسائیوں اور مرزائیوں کی تردید کرتا رہوں گا۔

(۳) میں ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا

قائل نہیں ہوں۔ بلکہ حیات مسیح علیہ السلام کا قائل ہوں۔ گذشتہ جمعہ مبارک یعنی ۱۳ جون کو میں نے دفتر نہروالی مسجد میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حیات پر وعظ بھی کیا تھا۔ اور مرزائیوں کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے تھے۔

(۴) جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اور ان کے مرید اُس "دین" کے خادم ہیں۔ جو ان کا اپنا ایجاد کیا ہوا ہے اور وہ مرزائیت کے پھیلانے میں بہت کچھ خرچ کرتے ہیں۔ اور بڑی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے فرقہ بھائیہ کے لوگ بھائیہ کے پھیلانے میں کوشش کرتے ہیں۔

(۵) جماعت مرزائیہ لاہور یہ ازدوئے عقائد حق پر نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید، احادیث نبویہ۔ اقوال صحابہ اور اقوال تابعین و مفسرین کے خلاف ہے اور جناب مولوی محمد علی صاحب اہم، اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تفسیر بیان القرآن "اردو اور انگریزی ترجمہ قرآن سراسر غلط ہے اور ان میں نیچریت بھی بھری ہوئی ہے۔ (۶) مرزائیت کی تبلیغ میں روپیہ خرچ کرنا کا کوئی ثواب نہیں ہے۔

(۷) فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو میں مجدد نہیں مانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے میں اہل سنت و الجماعت حنفی ہوں۔

(۸) حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور پر تو خدا کا عقیدہ صحیح ہے۔ کیوں کہ سنن ترمذی شریف۔

سنن ابن ماجہ شریف۔ سنن ابوداؤد شریف۔ مستدرک شریف۔ بیہقی شریف۔ مستدرک حاکم شریف۔ مشکوٰۃ شریف۔ کنز العمال۔ فتح الباری۔ عمدۃ القادیان۔ ارشاد الساری۔ مرقاۃ۔ شتۃ اللمعات۔ مظاہر حق وغیرہ میں

مرفوع اور موقوف روایتیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے میں نے ایک کتاب مستند ظہور حضرت مہدی علیہ السلام پر بڑی محنت سے لکھی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب اس کتاب کے مضمون کو رسالہ "شمس الاسلام" میں قسط وار درج کر دیا جائے گا۔ صحیح بخاری شریف جلد ۱۸ ص ۱۸۱ میں جو حدیث مرفوع ہے۔

"کیف انتم اذا تول ابن مریم فیکھ واما کم منکم"

اس کے الفاظ (واما کم منکم) میں حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ ان الفاظ کی شرح کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۸۱ و ۲۸۲ اعدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷

میں ہرگز ہرگز مرزائی نہیں ہوں، نہ لاہوری نہ قادیانی نہ اخبار پیغام صلح پڑھتا ہوں۔ نہ اخبار الفضل صرف ماہواری رسالہ "شمس الاسلام" پڑھتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اہل سنت و الجماعت حنفی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئے فرقوں اور نئی نئی تحریکوں سے بچائے

میرا عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف حضورؐ کے جسم اطہر اور روح مقدسہ کے ساتھ ہوا۔ میرا مذہب اور عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نبی اللہ کو خدائے اپنی قدرت سے بن باپ پیدا کیا تھا۔ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے۔ نہ ان کی قبر سرینگر میں ہے۔ ان کو خدائے عزیز و حکیم نے اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا۔ قیامت سے پہلے وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ بیت اللہ شریف کا حج کریں گے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر منورہ و مبارکہ کی زیارت کریں گے۔ حکومت کریں گے اور پھر وفات پائیں گے اور حضرت خاتم النبیین و رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس دفن کریں گے۔ جناب مولانا صاحب آپ دشمنوں کی افواہوں پر ہرگز پریشان نہ ہوں گے

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جھڑائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی
(عاجز :- حبیب اللہ۔ دروازہ جہاں سنگھ۔ شہر امرتسر) ۲۰ جون ۱۴۱۲ھ

مدارس عربیہ اسلامیہ تمام مسلم نمائندہ جماعتوں سے درمندانہ استدعا

ہے کہ عربی تعلیم کو ضروریاتِ حاضرہ کے مطابق اعلیٰ معیار پر ترقی دینے اور مقصدنیاتِ وقت کے موافق نشر و اشاعت کرنے کی غرض سے اصلاحِ نصابِ تعلیم کی تشکیل پیدا کرنے کے لئے جلد از جلد عملی توجہ فرمائیں۔ تاکہ اس اہم مقصد کا بہترین انتظام قائم ہو سکے۔

اس لئے ملک کے تمام مدارس عربیہ اسلامیہ کے حضرات مدین

"دارالعلوم محمدی" ضلع جھنگ کی عربی تعلیمی کانفرنس منعقدہ ۱۱-۱۲-۱۳ شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ موافق ۱۵-۱۶ ستمبر ۱۹۴۲ء میں مندرجہ ذیل قرارداد بالاتفاق پاس ہوئی تھی :-

"دارالعلوم محمدی ضلع جھنگ کی عربی تعلیمی کانفرنس کا یہ اجلاس تمام مدارس عربیہ اسلامیہ اور تمام مسلم جماعتوں سے پُر ندر گزارش کرنا

و متفقین اور تمام اسلامی انجمنوں اور جماعتوں کے نمائندوں سے دردمندانہ التماس ہے کہ خدا را وقت کی نزاکت کا احساس فرماتے ہوئے اپنے تمام فردی اختلافات کو فراموش فرما کر سب سے پہلی فرصت میں ملک میں نصائبہ تعلیم کی اصلاح اسلامی نظام تعلیم کے اہم مسئلہ پر فوری توجہ فرمائیں۔ ملکیت بھینا کی یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور نیک گذارش ہے کہ اگر آپ صاحبان ازرادہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر اس مقصد عظیم کے متعلق اپنے گرانقدر خیالات و مفید تجاویز سے مستفیض فرما سکیں تو کامیابی کی ایک حوصلہ افزا تمہید ہوگی (بحولہ تعالیٰ) اور واضح رہے کہ دارالعلوم ہذا کی طرف سے اس مقصد کیلئے ملک کے

علی عربی اداروں سے خط و کتابت و استعجاب رکھے حاصل کرنے کیلئے مجلس صغریٰ (سب کمیٹی) قائم ہو چکی ہے۔ لیکن ہماری آرزو ہے کہ اگر ملک کا کوئی بڑا عربی مدرسہ اس اہم خدمت کو اپنے ذمہ لے سکے تو خاص عربیت نوآوری تصور ہوگی اور اس سلسلہ کی تمام ضروری کارروائی اور خط و کتابت دارالعلوم ہذا کی طرف سے اس کے حوالہ کر دی جائے گی اور حتی الامکان اس کی معیت میں کام کرنے کی مخلصانہ کوشش کی جائے گی۔ والسلام۔ آپ کا خیر اندیش :-
(خادم محمد ذاکر غفرلہ ناظم دارالعلوم محمدی (حلقہ بھوانی) ضلع جھنگ (پنجاب)

ایران میں صحابہ کی رہائی

حکومت یوپی کا دانشمندانہ اقدام
خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس مقصد عظیم کیلئے فوج محمدی نے صحابہ کے سلسلہ میں عظیم الشان قربانی و ایثار کے مظاہرہ کا

کرسے۔ فوج محمدی کے قافلوں کی روانگی کا سلسلہ جاری ہوئے ابھی پندرہ روز ہی ہوئے تھے کہ نواب سر حافظ احمد سعید خاں صاحب آف چھتاری کی اپیل پر مجلس تحفظ ناموس صحابہ رضہ لکھنؤ کے کارکنوں نے سول نافرمانی کو ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے ساتھ حکومت یوپی کے ارباب بست و کشاد نے نہایت

سیاست نامہ

جناب محلی القاب حضرت مولانا ظہور احمد صاحب گجراتی امیر حزب لائسنس (بھیرہ) بھرتیب رہائی از قید فرنگ سلسلہ تحریک شح صحابہ بتاریخ ۲۰ جولائی پیشکش
ظہور شان احمد ہے امیری اور دوشی مبارک صدر مبارک یہ امیری اور دوشی بڑی دنیا میں سب سے پہلی ٹیوی ٹیوی یاد دوشی میں سلطانیا یا سلطانیا میں دوشی اجابت میں ہندو کے خداوند اپس دیشی

الہی اپنے ایسے نیک بندوں کو سلامت رکھ
بلند اسلام کا پرچم کرے جنکی خدائیشی

ترنہ :- محمد حسین مشوق مدرس مدرسہ عزیز آباد (بھیرہ)

آغاز کیا تھا۔ اس مقصد میں خداوند قدوس نے شاندار فتح و نصرت عطا کر کے فدا یان ناموس صحابہ کے قلوب کو مستروا طہ کیا کے جذبات سے لبریز کر دیا۔ ہم جانتے تھے کہ نہ کردہ کن دُستی جہان کو یوپی کی جیلوں سے ارباب حکومت یا تو رہا کریں۔ یا فوج محمدی کے ہر رضا کار کے لئے جیل میں جگہ عطا

دانشمندی سے کام لے کر تمام ایران میں صحابہ کو رہا کر دیا۔ حکومت پنجاب نے اس معاملہ میں روز نیک لیت و عمل سے کام کیا مگر فرکار سے بھی تمام ایران کو رہا کرنا پڑا۔ اب امید ہے کہ نواب صاحب چھتاری کی مساعی جلیلہ سنیوں کے مطالبات پر حکومت

کتاب بہترین رفیق ہے

خاکساری فقہ | خاکساری لعنت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا، جس کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی ملحد کی دستبرد سے محفوظ ہو گیا اور جس کو دیکھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ساڑھے تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ بک گئی۔ یہ پانچواں ایڈیشن ہے، جس کے ۹۲ صفحات ہیں۔ قیمت فی نسخہ تین آنے۔ محصول ڈاک ایک آنہ۔

رسالہ مجددیہ | یعنی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی مہرندی قدس سرہ کے اُن مضامین کا اردو ترجمہ، جو حضرت نے روافض ایران کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمائے تھے اور جن کو پڑھ کر بہت سے ایرانی شیعہ تائب ہو گئے تھے قیمت علاوہ محصول ڈاک آٹھ آنے۔

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ | یہ ۵۲ صفحات کی ضخیم کتاب مولانا محمد نور بخش صاحب ایم اے توکل کی تصنیف ہے جس میں حضرات مشائخ نقشبندیہ کے کیف اور حالات و ملفوفات درج ہیں۔ علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ (ع)

التصویر لائحہ کام تصویر | تصویر کا شرعی حکم بدل پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے عقلی اور نقلی دونوں قسم کے دلائل کا دلچسپ مجموعہ مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند قیمت علاوہ محصول ڈاک بارہ آنے۔

نماز اور خطبہ کی زبان | اس رسالہ میں مولانا محمد منظور صاحب نے کتاب و سنت اور سیاست کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نماز خطبہ اور اذان کو خاص عربی زبان میں ہی ادا کرنا چاہیے قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف دو آنے۔

خاکسار تحریک مذہب | اس لاجواب کتاب میں مذہبی اور سیاسی دونوں حیثیت سے خاکسار تحریک کے تمام گوشوں کو اس خوبی سے بے نقاب کیا گیا ہے کہ زبان سے بے اختیار صدائے مرجا نکلتی ہے۔ قیمت علاوہ محصول دس آنے۔

عیسائیت کے دو پودے | اس رسالہ میں مرزائیت اور خاکساریت کا دلچسپ موازنہ کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں عیسائیت کے خود کاشتہ پودے ہیں۔ ایک کالم میں مرزائی لٹریچر کی عبارتیں باحوالہ درج ہیں۔ قیمت دو آنے (۲)

الجواب المبین باحادیث سید المرسلین | اس کتاب میں تقریباً سو سو سوالات کے جوابات صحیح احادیث سے دیئے گئے ہیں معاملات، عبادات اور ہر قسم کے مسائل متفرق اس میں موجود ہیں قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف پانچ آنے۔

نوٹ | خاکساری تحریک و مشرقی کے عقائد کی تردید میں ہمارے ہاں سے اور بھی چند رسائل مل سکتے ہیں۔

تمام کتابیں { پیرزادہ ابوالضیاء محمد بہاء الحق قاسمی - گلوالی دروازہ - امرتسر ملنے کا پتہ

تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ حنا دیوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور سالہ

”لوز ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ سالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہا مثنوی لوجواؤں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے بشیعہ رسوا کی طرف سے عینوں میں ہفت تقسیم ہوتا رہتا ہے بشیعوں کی اس طلبت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرایہ میں تبلیغ رواں کتاب میں موجود ہے بشیعوں کے تمام مطعن اور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ محصول ڈاک علاوہ

المشرقی علی المشرقی طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۲ یعنی مشرقی کے عقائد اور اس کی تحریک کے خلاف افغانستان، سرحد آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے بیانات اور فتاویٰ مقتدر بحاس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۳ محصول ڈاک قیمت فی سینکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک

برق آسمانی جس میں مرزا سے قادیانی کے اپنے قلم سے اس کے سوانح و عقائد، عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ازیں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر عقلی اور نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے مرزائیوں کا ناٹھ بند کر دیا ہے رعنائی قیمت ۴

جریہ ”شمس الاسلام“ کا شیعہ نمبر المعروف بہ چوگت ۱۹۴۲ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اسپین ٹری خوب یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے

حق میں گالی تو کجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے۔ مختلف ذرائع، گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ حج صحابہؓ و تبرات پر قرآن مجید، احادیث نبوی کریمؐ، اقوال ائمہ سادات، صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی پیراہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اسلامی جہاد اور اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیزدہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبر بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۳۲ صفحات قیمت ۴ محصول ڈاک

بشارت اسماء احمد از تصنیف لطیف مولوی حبیب صاحب اہرٹ سری۔ اس کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی بشارت ”و مبعثراً برسول یاتی من بعدی اسماء احمد“ کے اصلی اور حقیقی مصداق حضرت احمد مجتبیٰ رحمۃ اللعین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مصداق ہرگز نہیں ہے۔ حجم ۸۰ صفحے سائز ۵x۷ قیمت ۴ محصول ڈاک

تاریخہ نقشبندیہ مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب بھروی۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے اُن اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف چار آنے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ:- میجر جریہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)